Digitally Prepared & Preserved for Public Benefit
Matthew Sinclear
Theological Research Centre, Vehari

PASTORAL THEOLOGY

BY

LATE REVD. VAZIR CHAND

B.A.

پاسبانی علمِ الٰہی

از

پادری وزیر چند صاحب بی۔ اے

ملنے کا پتہ:-

پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی

انارکلی، لاہور

بار دوم — ۱۹۷۲ء — تعداد ۱۰۰۰

CamScanner

پاسبانی علمِ الٰہی

مصنف

پادری وزیر چند صاحب۔ بی۔ اے
سابق پروفیسر و پرنسپل
یونائیٹڈ پریسبٹیرین تھیولاجیکل سیمنری۔ گوجرانوالہ

ناشر

پرنسپل تھیولاجیکل سیمنری
گوجرانوالہ

(مطبوعہ نقوش پریس لاہور)

دیباچہ

خُدا کا شکر ہے کہ دینِ عیسوی اور اُس کے مختلف مسائل کے متعلق آئے دِن لائق اور قابل مسیحی عُلماء کی طرف سے اُردو زبان میں بہت سی کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں، جو مسیحیوں کے لئے بیش بہا خزانہ ہے۔ لیکن پاسبانی علمِ الٰہی کے متعلق جس کی اشد ضرورت اور مانگ تھی، اب تک اُردو زبان میں کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ پادری وزیر چند صاحب نے تھیولاجیکل سیمنری میں پروفیسر ہوتے ہی جب اُن کو خاص اس مضمون کی تعلیم و تدریس کرنی پڑی تو اُنھوں نے تہیہ کر لیا کہ ایسی کتاب تصنیف کر کے اِس کمی کو پُورا کر دیں۔ فاضل مصنف نے اپنے کئی سالوں کے پاسبانی تجربوں کو مدِ نظر رکھ کر کتاب ہٰذا کو تیار کیا، جو نہ صرف پاسبانوں کے لئے مفید ہے، بلکہ تمام مسیحی کارندوں، مُنادوں اور اُستادوں کے لئے جن کی خدمت خاص مسیحیوں کے درمیان ہے فائدہ مند ہے۔ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ کی بورڈ آف ڈائرکٹرز

نے اِس کتاب کی نظرِ ثانی کر کے مندرجہ ذیل قرار د منظور فرمائی۔

"ہم نے کتاب "پاسبانی علمِ الٰہی" مصنّفہ پروفیسر پادری وزیر چند صاحب کو ملاحظہ کیا ہے، اور فیصلہ کیا ہے کہ یہ شائع کی جائے، اور ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب خصوصاً سیمنری طلبا کے لئے بطور کورس اور پاسبانوں اور مسیحی کارندوں کے لئے عموماً بہت مفید ثابت ہوگی"۔

قوی اُمید ہے کہ ہمارے پاسبان صاحبان اور تمام مسیحی کارندے اِس کتاب کے مُطالعہ سے فائدہ حاصل کر کے اپنی خدمات میں زیادہ مؤثر اور برکت کا باعث ہوں گے۔

خادم

ڈبلیو۔ ٹی۔ ولیمس

ایڈیٹر الشاہد

۱۹۳۱ء

فہرستِ مضامین

فصل	مضمون	صفحہ
	باب اوّل	
فصل ۱	پاسبانی علمِ الٰہی کا بیان	۸
فصل ۲	پاسبان کی بلاہٹ	۱۴
فصل ۳	پاسبانی خدمت کی عظمت	۲۲
	باب دوم	
فصل ۱	پاسبان کی شخصی دینداری	۲۶
فصل ۲	پاسبان کس طرح شخصی دینداری کو قائم رکھ سکتا ہے	۳۱
فصل ۳	پاسبان کا مُطالعہ	۴۰
فصل ۴	وعظ کی تیاری	۴۵
	باب سوم	
	پاسبان کی خدمت عبادت گاہ میں	۵۷

فصل ۱	منادی کرنا اور کلام سنانا	۵۸
فصل ۲	منادی کرنے کا طریقہ	۶۱
فصل ۳	عبادت سے پیشتر خادم الدین کی تیاری	۶۳
فصل ۴	جماعتی دُعا	۶۵
	باب چہارم	
	پاسبان کی شخصی خدمت	۶۷
فصل ۱	پاسبانی ملاقات۔	۶۸
فصل ۲	پاسبانی ملاقات کا مقصد اور طریقہ	۷۳
فصل ۳	جماعت کے بیماروں سے ملاقات	۷۶
فصل ۴	گم گشتہ اور راسخ الاعتقاد لوگوں سے ملاقات	۸۰
	باب پنجم	
	سیکرامنٹوں اور دیگر مذہبی رسُومات کی ادائیگی	۸۱
فصل ۱	بپتسمہ	۸۳
فصل ۲	عشاءِ ربّانی	۸۴
فصل ۳	نکاح خوانی	۸۷
فصل ۴	جنازہ	۸۹

باب ششم

فصل ۱	پاسبان اور کلیسیائی کارگذاری	۹۰
فصل ۲	کلیسیا کا ہر ایک ممبر کارکن ہونا چاہیئے	۹۴
فصل ۳	کلیسیائی خدمت کے مختلف صیغے	۹۸
فصل ۴	عبادت اور دُعائیہ پروگرام	۱۰۰
فصل ۵	مسیحی دینی تعلیم	۱۰۶
فصل ۶	بشارتی خدمت	۱۱۵
فصل ۷	کلیسیا میں فیاضی کا کام اور مختاری کی تعلیم	۱۱۹
فصل ۸	سماجی اور رفاہِ عام کے کام	۱۲۸

باب ہفتم

	پاسبان اور کلیسیائی محکمے	۱۳۴
فصل ۱	پاسبان اور سیشن	۱۳۵
فصل ۲	پاسبان اور اعلےٰ کلیسیائی محکمے	۱۴۰

ضمیمہ

معیارِ پاسبان

باب اوّل

فصل ۱

پاسبانی علمِ الٰہی کا بیان

پاسبانی علمِ الٰہی کی ترکیب دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "پاسبانی" اور "علمِ الٰہی"۔ اِس سے مُراد وہ علم ہے جس کے مُطالعہ کا مقصد یہ ہے کہ مسیحی خادم الدین خُدا کے لاخطا اور لاتبدیل کلام کی خُوش اسلوبی سے تعلیم دے۔ وہ کلامِ مُقدّس کو صحیح صحیح طور پر پیش کرے اور اُسکی سچائی کو کلیسیا اور عوام الناس کے دلوں اور زندگیوں تک پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہو۔ لفظ "پاسبانی" محلِ نظر ہے۔ چُونکہ یہ مضمون خاص طور پر پاسبانی خدمت سے تعلّق رکھتا ہے لہٰذا اِس کا مطالعہ بالخصوص پاسبانوں کے لئے لازمی ہے۔ "علم الٰہی" اس لئے مستعمل ہُوا ہے کہ اِس میں خُدائے قدُوس اور اُس کے کلام کا تذکرہ ہے۔ خادم الدین کی خدمت کا محور "خُدا" اور اُس کا "کلام" ہے، اور خادم الدین یہی تعلیم دیتا ہے۔

اِس مضمون کے تحت علمِ الٰہی کے بڑے بڑے مسائل کو پیش کیا گیا ہے۔ نہ کلام اللہ کی تفسیر شامل ہے اور نہ وعظ تیار کرنے اور پیش کرنے کے اصُول اور ڈھنگ بتائے گئے ہیں۔ علمِ الٰہی علم التفسیر اور علم الوعظ بذاتِ خُود علیحدہ علیحدہ مضامین ہیں، لیکن بلاشک ہر خادم الدین نے ان مضامین کا مُطالعہ کیا ہوتا ہے کیونکہ ہر سیمنری میں اِن مضامین کی تعلیم و تدریس لازمی ہوتی ہے۔ پاسبانی علمِ الٰہی میں خادم الدین اُن باتوں کا مُطالعہ کرے گا جن کا تعلق اُس کی روزمرّہ کی عملی باتوں سے ہے، لیکن علمِ الٰہی کوئی نیا مضمون نہیں ہے۔

ہمارے خُداوند یسوّع مسیح نے اپنے شاگردوں کو تین سال تک اپنے عملی نمونہ کی تعلیم دی تاکہ وہ اُستادِ کامل اور ہادیٔ برحق ربنا المسیح کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے تربیّت حاصل کریں اور ساری دُنیا میں مُنجی عالمین کی خُوشخبری کی منادی کر سکیں۔

علمِ الٰہی کی تاریخ

مُقدّس متّی رسُول کی انجیل کے دسویں باب میں اس خدمت کے متعلق خاص عملی ہدایات مندرج ہیں۔ یہ ہدایات ہر زمانہ اور ہر صدی کے خادمانِ دین کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر خادم الدین اُن سے مستفید ہو سکتا ہے۔ مزید برآں کلام اللہ میں رُوح القُدس کی ہدایت سے تین پاسبانی خطُوط ہیں۔ مُقدّس پولوسؔ رسُول نے یہ خطُوط تیمتھیُسؔ اور طِطُس

جیسے سرگرم خُدّامُ الدین کو لکھے ہیں۔ یہ نوجوان خُدّامُ الدین مسیحی خدمت کے نشہ میں سرشار تھے، لہٰذا مُقدّس پولوس رسُول نے اِن خطوط میں اُن کی رہنمائی اور رُشد و ہدایت کے لئے مفید باتیں درج کی ہیں۔ تیمتھیس کا خط اور طِطُس کے خطُوط میں یہ ہدایات پائی جاتی ہیں، اور یہ ہدایات ہر زمانہ کے خدّامُ الدین کے لئے مفید ہیں۔

علمِ الٰہی کا مخرج

بلاشک خُدائے قدُّوس و برحق کا لاخطا اور لاتبدیل کلام علمِ الٰہی کا حقیقی منبع اور سرچشمہ ہے۔ پاسبانی خدمت کے تمام اُصُول قوانین اور ہدایات اسی میں مندرج ہیں۔ لیکن خدّامُ الدین کے اپنے شخصی تجربات اور مشاہدات سے بھی ہم بہت کُچھ سیکھتے ہیں۔ لاتعداد دیندار اور کامیاب خدّامُ الدین نے اپنے مسیحی تجربے قلمبند کئے ہیں۔ یہ رُوحانی مسیحی تجربات اِس مضمُون پر بہت سی روشنی ڈال سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسانی فطرت بھی پاسبان کو بہت کُچھ سکھاتی ہے۔ ایک پاسبان کو مختلف طبیعت اور مختلف استعداد کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ ہر انسانی فطرت تک رسائی حاصل کرنے کی غرض سے مختلف طریقے استعمال کرتا ہے۔ ہر طبیعت اور اندازِ فکر کے انسان تک خُدا کا کلام پہنچانے کے لئے اُسے کوئی خاص طریقہ اختیار کرنا پڑیگا۔ وہ حالاتِ حاضرہ اور زمانے کی روِش کے مُطابق اپنی خدمت کے

طریقوں کو نئے سانچوں میں ڈھالتا ہے۔ ایک پاسبان اپنے ماحول اور گرد و پیش کے حالات کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرتا ہے۔ بلاشک انجیلِ مقدس کی تعلیم اور اُس کے الٰہی اُصول تا قیامت لاتبدیل ہیں لیکن انسانی فطرت تغیر پذیر ہے۔ زمانہ بدلتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی انسانی معاشرے میں معاشرتی تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں۔ انسان کے سامنے لاتعداد رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ انواع و اقسام کی بدعتیں سر اُٹھاتی ہیں۔ گمراہ کن فلسفیانہ خیالات کا بحرِ طوفان خیز ایمان کی کشتی کو ڈگمگاتا ہے۔ کئی کمزور ایمان اِن غیر مسیحی خیالات کے تیز دھارے میں بہہ جاتے ہیں، لیکن کلیسیا جو خداوند مسیح کا جلالی بدن ہے وہ اپنے منبعِ حقیقی کے فضل و کرم سے اِن بلاؤں کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتی ہے اور آخرِ کار فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اور خادم الدین جو عیسیوں میں نگہبان کے عہدہ پر مامور ہے اُس کا فرضِ منصبی ہے کہ وہ تمام حالات کا بغور مطالعہ کرے، اور تمام شیطانی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے کمربستہ رہے۔ وہ دوست اور دشمن کی حرکات و سکنات اور افعال و کردار پر نگاہ رکھے اور اُن سے کچھ نہ کچھ سیکھتا رہے۔

علمِ الٰہی کے مُطالعہ کی ضرورت

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیحی خادم الدین کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے کے لیئے اس مضمون کے مطالعہ کی کیا ضرورت۔

ہے۔ وہ نوجوان پاسبان جو پاسبانی خدمت، سرانجام دینے کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہے

۱۔ وہ پاسبانی علمِ الٰہی کے مطالعہ سے اِس کے تمام اُصولوں سے واقفیّت حاصل کرتا ہے۔

۲۔ وہ اِس مضمون کے مطالعہ سے پاسبانی خدمت کے اسرار و رمُوز سے آگاہ ہو جاتا ہے، اور اِس خدمت کو سرانجام دینے سے پیشتر وہ رہنمائی اور ہدایت حاصل کرتا ہے۔

۳۔ انجیلی خدمت کے طریقوں اور اس کے متعلّق بہت سی باتوں سے اُسے واقفیّت ہو جاتی ہے، اور وہ بشارت کی خدمت کو بطریقِ احسن انجام دے سکتا ہے۔

۴۔ اپنی دینی خدمت کے دوران خادم الدین کو بہت سے رُوحانی اور معاشرتی تجربوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اِس علم کے مُطالعہ سے وہ زندگی کے تلخ تجربوں سے بچ سکتا ہے، اور اگر کسی خادم الدین کو اس علم کی راہنمائی میسّر نہ ہو تو دیر یا سویر وہ تلخ تجربوں سے دوچار ہوتا ہے۔

۵۔ پاسبانی خدمت ایک مُقدّس اور قابلِ عزّت عُہدہ ہے۔ اس عُہدے کی عظمت و تقدّس کا تقاضا ہے کہ پاسبان اس عہدے کے فرائض سے بخوبی واقف ہو۔ پاسبانی خدمت کوئی غیر اہم اور معمُولی فریضہ نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری نہایت اہم اور پُروقار

کتاب کی ضرورت

ہے۔ یہ خدمت کوئی پھولوں کی سیج نہیں۔ قدم قدم پر مشکلات مُنہ کھولے کھڑی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات غیر متوقع مصائب کا سامنا ہوتا ہے۔ لہٰذا پاسبان کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو اُلجھنوں میں اُسکی مشکلکشا، اندھیرے میں اُجالا۔ اور فکروغم کے لمحات میں اُس کی بہترین مُونس و غمخوار اور معاون ہو۔ اس قسم کی کتاب اُسکی تنہائی کا ساتھی ہے۔ دُنیا کے تمام ہُنر مندوں، اُستادوں، طبیبوں، اور سائنس دانوں کی راہنمائی کیلئے اُنکے پاس کتابیں موجود ہوتی ہیں، جن کی راہنمائی میں وہ اپنی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں، اور وہ آخر کار سُرخرو ہوتے ہیں۔ لہٰذا پاسبان کی عملی خدمت کے لئے بھی ایک راہنما کتاب کی اشد ضرورت ہے۔

PP21

فصل ۲

پاسبان کی بُلاہٹ

پاسبانی خدمت کے لئے سب سے اوّل اور افضل پاسبان کی خُدا کی طرف سے خاص بلاہٹ ہے۔ اِس مُقدّس خدمت کے لئے الٰہی بلاہٹ بنیادی بات ہے۔ عہدِ عتیق میں انبیاء اور عہد جدید میں رسُول خُدائے قدّوس کے بلائے ہوئے لوگ تھے۔ اِن سب کو اِس الٰہی بلاہٹ کا تجربہ تھا، اور انہوں نے بذاتِ خُود اِسے محسوس کیا۔ اِس بلاہٹ کی حقیقت، اہمیت اور اُسکے مدارج معلوم کرنے کے لئے ہم دو بلاہٹوں پر غور کریں گے۔

یسعیاہ نبی کی بُلاہٹ

اوّل:۔ عہدِ عتیق میں یسعیاہ نبی کی بلاہٹ کا ذکر آتا ہے۔ یسعیاہ نبی کے صحیفے کے چھٹے باب میں اس کی بلاہٹ کا مکمل بیان ہے۔ اِسکے مطالعہ سے اس کی بلاہٹ کے چار مدارج نظر آتے ہیں۔

ا۔ یسعیاہ ۶ : ۱-۵ میں یسعیاہ نے یہوواہ کا نظارہ کیا۔ اُس نے خُدائے قدّوس کے جلال کو دیکھا۔ بادشاہ ربّ الافواج کے جلال سے ساری زمین

معمور تھی۔ اِس رویا سے اُسے اپنے نجس ہونٹوں کا احساس ہُوا۔ وہ اپنے گناہوں سے پشیمان ہُوا اور اُسے اپنے ماحول کی نجاست کا انتہائی دُکھ تھا۔ اِس نظارے نے اُس کی ساری زندگی کو تبدیل کر دیا۔ گناہوں کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ خدائے قدّوس کے جلال کی لازوال قُوّت نے یسعیاہ کو از سرِ نو زندگی بخشی۔ اُس کے نُور سے اُس کی زندگی کے تاریک گوشے جگمگا اُٹھے۔ اب اُس کی شخصیت عرفانِ الٰہی کے سُورج کی شعاعوں میں جھلملانے لگی۔

اِس نظارے کا قدرتی نتیجہ یہ ہُوا کہ یسعیاہ نے اپنے آپ کو پا لیا۔ خدائے ذوالجلال کے نُور کی تجلّی میں اُس نے زندگی کے داغ دیکھے۔ گرد و پیش کی فضا مسموم اور قابلِ نفرت بن تھی۔ اُس کی اپنی زندگی اِس گناہ آلُود ماحول کے اندھیروں میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ اِس طرف اُس کی اپنی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں لیکن دُوسری طرف خدائے ذوالجلال کی قدوسیّت۔ اُس نے اپنی خطاؤں کی گندی دھجیوں کو دیکھا اور چلّا اُٹھا "مجھ پر افسوس! مَیں تو برباد ہُوا! کیونکہ میرے ہونٹ ناپاک ہیں اور نجس لب لوگوں میں بستا ہُوں۔" جس نے خُدا کے جلال کو دیکھا اُس نے گویا اپنے آپ کو دیکھا۔ اپنے آپ کو دیکھنا انسانیت کی معراج ہے۔ اپنے آپ کو دیکھنے سے گناہوں کا احساس ہوتا ہے۔ بشپ راہنسن ایک نہایت ہی خُوبصُورت واقعہ بیان کرتے ہیں۔ بشپ موصُوف پھولوں کی ایک نمائش میں گئے۔ ایک کمرے میں انواع و اقسام کے حسین و جمیل پھول سجائے گئے تھے۔ اُنکی بھینی بھینی

خُوشبو اور خُوشنما رنگوں نے بڑا سہانا منظر پیش کر رکھا تھا۔ خُوشبو سے دل و دماغ معطّر اور رُوح کو فرحت محسوس ہوتی تھی۔ نمائش گاہ میں تماشائیوں کے جمِ غفیر میں ایک میلا کچیلا گنوار لڑکا بھی پھر رہا تھا۔ وہ بعد شوق پھُولوں کی نمائش سے لُطف اندوز ہو رہا تھا۔ اُس نے سفید سوسن کے پھُولوں کے ایک دلربا گلدستے کو دیکھا۔ اُس کے دل میں ارمانوں نے انگڑائی لی کہ وہ ان پھُولوں کو چھُوئے۔ اُس نے اپنے گندے اور غلیظ ہاتھ کو پھُولوں کی طرف بڑھایا لیکن جونہی اُس نے اپنے گرد آلُود ہاتھ کو دیکھا تو اُس کا ہاتھ پھُولوں تک نہ بڑھ سکا۔ پھُولوں کی پاکیزگی اور حُسن کے مقابلہ میں اُس کا دھُول میں اَٹا ہُوا ہاتھ اُسے حقیر معلوم ہُوا۔ وہ اپنی حرکت پر نادم ہُوا۔ اُس کا ہاتھ خود بخود پیچھے ہٹ گیا۔ اُسے محسوس ہُوا کہ مَیں اس قابل نہیں ہُوں کہ ان خُوبصُورت پھُولوں کو چھُو سکوں۔

۲۔ گناہ کے اقرار کے بعد اُس کو پاکیزگی حاصل ہوئی۔ یسعیاہ ۶: ۵-۷۔
یسعیاہ کو اپنے گناہوں کے گھناؤنے پن کا احساس ہُوا۔ اُس نے بچشم خود اپنی خطاؤں کے داغوں کو دیکھا، اور اُس نے اپنی خطاؤں کا اقرار کیا۔ کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہے کہ وہ "چلّا اُٹھا"۔ جونہی اُس نے اپنی بدکرداری کا اقرار کیا "سرافیم میں سے ایک نے مذبح پر سے ایک سُلگا ہُوا کوئلہ اُٹھا لیا" اور اُس سے اُس کے "مُنہ کو چھُوا" اِس مقدس اور الٰہی آگ نے اُس کی پُرانی انسانیت کو بھسم کر دیا اور اُس کی زندگی میں پاکیزگی کا کام شروع ہو گیا اُس کے گُناہوں کا کفّارہ ہُوا۔ اُس کے نجس اور ناپاک

ہونٹ بالکل پاک و صاف ہوگئے۔ سرافیم نے اُس سے کہا کہ "تیری بدکرداری دُور ہُوئی اور تیرے گناہ کا کفارہ ہوگیا۔"

۳: اِس پاکیزگی کے بعد اُس کو خُدا کی طرف سے بلاہٹ ہُوئی (۶: ۸) اُس نے خُداوند کی آواز سُنی "مَیں کس کو بھیجوں اور ہماری طرف سے کون جائے گا؟" ایک بڑا اہم کام سامنے تھا۔ قوم کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ پوری قوم کے شب و روز مایُوس کُن تھے۔ چار سُو اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ اگرچہ ساری قوم گناہوں کی دلدل میں پھنسی ہُوئی تھی اور تباہی و بربادی اُن کا مقدّر بن چکی تھی۔ لیکن ہمارے قُدُوس یہ عالت زار دیکھ کر چُپ نہیں رہ سکتا تھا۔ اُس کی رحمت کا بحر بیکراں جوش میں آیا۔ اُس کے حضور ایسا شخص موجود تھا جس نے ابھی ابھی اپنے گناہ کی تاریکیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں جھانکا تھا۔ اور اُس نے پروردگارِ دو عالم کا جلال اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اُس کی پُرانی انسانیت کا بوسیدہ خول اُتر چکا تھا۔ وہ اپنے گناہوں پر پشیمان تھا۔ رُوح القُدس کی آگ نے اُس کے گناہ آلود جسم کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔ اب وہ بالکل پاک و صاف ہو چکا تھا۔ اب اسی یسعیاہ کو خُدا کی آواز سُنائی دی۔ خُدا نے اُسے عظیم خدمت کے لئے منتخب کیا کیونکہ اب وہ گناہوں سے بالکل پاک تھا، اور کوئی شخص اُسی وقت ہی خُدا کی بلاہٹ کو محسوس کرتا ہے۔ جب وہ اِس قسم کے رُوحانی تجربہ سے گزر چکا ہو۔ خُدا صرف ایسے ہی اشخاص کو اپنی خدمت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

۴: پاکیزگی کے بعد اُسے خُدا کی رفاقت حاصل ہُوئی (۶: ۹-۱۱)

"مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔" (متی ۵: ۸)
اب یسعیاہ کی زندگی تمام قسم کی آلائشوں سے پاک تھی۔ لہٰذا خدا نے اس پہ اپنی مرضی ظاہر کی۔ اس نے فرمایا "جا اور ان لوگوں سے کہہ" (۶: ۹) یسعیاہ اب خدا کی رفاقت سے سرفراز ہوا۔ اب اس نبی پر خدا کے ازلی ارادے ظاہر ہونے لگے۔ جب کوئی انسان خدا کے ساتھ ساتھ چلتا ہے تو خدا اس پہ اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے، اور اسے اپنی خدمت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

پولُس رسُول کی بُلاہٹ

دوم۔ اعمال ۹: ۱-۱۹

عہد جدید میں پولُس رسُول کی بلاہٹ کا ذکر ہے۔ دمشق کی راہ میں ساؤل دفعتہً "مسیح ناصری" کے نور سے منور ہوا۔ اب وہ ساؤل نہ تھا بلکہ پولُس کہلانے لگا۔ انجیل مقدس میں دو دفعہ پولُس رسُول نے خود اپنی زبان سے اپنی اس تبدیلی کا بیان کیا ہے (اعمال ۲۱: ۴۰-۲۱ تا ۲۶: ۱۰-۱۹) یسعیاہ نبی اور پولُس رسُول کی بلاہٹ میں کئی باتیں مشترک ہیں۔ دونوں کی بُلاہٹ کے مدارج بھی ایک جیسے ہیں۔ ساؤل دمشق کے مسیحیوں کو ستانے کی غرض سے جا رہا تھا کہ اس نے مسیح ناصری کا نظارہ کیا۔ اس نے سرچشمۂ مہر و محبت، منبعِ لطف و کرم یسوع ناصری کو روبرو دیکھا۔ مسیح مصلوب جس نے ساری دنیا کے دکھ اٹھائے اور جو کائنات کا غمگسار اور دکھیوں کا ہمدرد ہے اس نے ساؤل سے کہا "اے ساؤل! اے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے۔" اس نے پوچھا "اے خداوند! تو

کون ہے؟" اور اُسے جواب ملا "میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔" اس کے بعد جب کبھی پولس رسول نے اپنے اس تجربے کا ذکر کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ "سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے میرے اور میرے ہمسفروں کے گرداگرد آ چمکا"۔ (اعمال ۲۶:۱۳)

اس نظارے نے اُس کی کایا پلٹ دی۔ اُس کا غیر مسیحی ماضی جس میں اُس نے مسیحیوں کو ستانے اور ڈرانے دھمکانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا اب اُس کی نگاہوں میں حقیر اور بے مایہ تھا۔ اس نور کے جلال میں اُس نے خداوند کی آواز سُنی۔ اُسے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اُس کی یہ نفسانی آنکھیں اُس نورِ ازلی کی چکا چوند سے خیرہ ہو گئیں۔ اُس نے خود کہا ہے کہ "مجھے کچھ دکھائی نہ دیا۔" اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے گناہ تھے۔ وہ اپنی خطاؤں پر پشیمان تھا۔ وہ چلا اُٹھا "اے خداوند تو کون ہے"؟

ساؤل کو دمشق میں حننیاہ کے پاس بھیجا گیا تاکہ اُسے مسیحی دین کی تعلیم و تربیت اور نجات کی راہ کا علم حاصل ہو سکے۔ وہ کئی دنوں تک دمشق میں حننیاہ کے ہاں ٹھہرا رہا۔ حننیاہ نے اُسے بپتسمہ دیا اور کہا "اے بھائی ساؤل! خداوند یعنی یسوع جو تجھ پر اس راہ میں جس سے تو آیا ظاہر ہوا تھا، اُسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تو بینائی پائے اور روح القدس سے بھر جائے"۔ اُسے اپنے گناہوں کا احساس ہوا اور اُس نے اقرار کیا کہ وہ گنہگار ہے۔ خداوند مسیح کے مقدس نام سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اُسی کے جلالی نام سے پاکیزگی اور راستبازی کی خلعتِ فاخرہ حاصل ہوتی ہے۔

اب ذرا اِس الٰہی بلاہٹ کی ماہیت پر غور کیجئے، اور یہ بھی معلوم کیجئے کہ کِن لوگوں کو اِس بلاہٹ کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ خداوند، یسُوع مسیح نے ساؤل سے فرمایا "مَیں اِس لئے تجھ پر ظاہر ہُوا ہُوں کہ تجھے اُن چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی کے لئے تُو نے مجھے دیکھا اور اُن کا بھی جن کی گواہی کے لئے مَیں تجھ پر ظاہر ہُوا کروں گا۔ اور مَیں تجھے اِس اُمّت اور غیر قوموں سے بچاتا رہُوں گا۔ جن کے پاس مَیں تجھے اِس لئے بھیجتا ہُوں کہ تُو اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خُدا کی طرف رجوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہوکر میراث پائیں" اعمال ۲۶: ۱۶-۱۹

خُداوند یسُوع مسیح نے پولس کے لئے ایک عظیم خدمت رکھی ہُوئی تھی۔ لیکن جب تک وہ اِس عہدۂ جلیلہ کے لئے ہر لحاظ سے قابل نہ ہوتا وہ کس طرح سے اِسے قبول کر سکتا تھا اور خُداوند منتظر تھا کہ وہ بلاہٹ کے لائق ہو تاکہ یہ خدمت اُسے سونپی جا سکے۔

گرفتھ طامس صاحب نے اپنی کتاب "خادم الدین کی خدمت" میں تحریر فرمایا ہے کہ "جس وقت ایک خادم الدین اِس خدمت کے لئے تیار ہو اِس سے پیشتر اُسے الٰہی فرمان اور بلاہٹ کی ضرورت ہے۔ اِس کے بغیر اُس کی خدمت بے معنی اور بے تاثیر ہے۔ اور اگر وہ اِس سعادت سے محروم ہو تو وہ اِس خدمت کو قبول کرنے سے احتراز کرے۔ یہ خدمت کوئی پیشہ نہیں جس کے لئے کسی خاص مہارت یا ہُنرمندی کی ضرورت ہے، بلکہ یہ تو ایک مقدس اور خاص الخاص اہم فریضہ

ہے۔ جب تک کسی کے پاس کوئی اہم خوشخبری اور مسرت آگیں اور روح افزا پیغام نہ ہو وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لائے گا جب تک کسی منزلِ مقصود کا تعین نہ ہو کوئی کس طرح اُس طرف دوڑے گا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ الٰہی عرفان اور بلاہٹ کی ضرورت فقط خدمت کے ابتدا میں ہی ہُوا کرتی ہے۔ بلکہ اِس خدمت پر مامور ہوتے وقت اور اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں ہر ہر گام اور ہر ہر لحظہ الٰہی عرفان اور بلاہٹ لازمی امر ہیں۔ کلیسیا محض اِس بلاہٹ کی تائید کرتی ہے۔ ہر خادم الدین یہ محسوس کرے کہ وُہ جو کچھ ہے خُدا کے فضل سے ہے اور جہاں وُہ ہے خُدا نے اُسے مقرر کیا ہے، اور وُہ اُسے قُوت بخشتا رہتا ہے۔ اُس کی کامیابی کا راز اسی میں مُضمر ہے۔ اِس خدمت پر مامور ہونے کا احساس کوئی وقتی اور ہنگامی چیز نہیں ہے، یہ تو ایک دائمی اور مُستقل عمل ہے۔ اپنی زندگی کے ہر موڑ اور ماحول میں اسے اپنی بلاہٹ کا پاس رہے۔ کسی لمحہ اُس کے احساس کی آنکھوں سے یہ بات اوجھل نہ ہو کہ وہ ایک خاص مقصد کے لئے بلایا گیا ہے۔ خُدا کے ساتھ ہماری رفاقت کا رشتہ اٹُوٹ اور لازوال ہے۔ اُسی سے ہمیں تر و تازگی کی بیش بہا دولت ملتی ہے اُسی میں پیوستہ رہ کر ہم محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ہماری زندگی میں شکست و ریخیت کا گُزر نہیں ہو سکتا۔" وُہ شخص جسے خُدا اِس پاک خدمت کے لئے بلاتا ہے، وُہ اُس بلاہٹ پر لبیک کہتا ہے۔ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خُدا کی آواز ہے اِس پاک خدمت کے لئے اُس میں ایک نیا ولولہ اور نیا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ہر لحظہ اور ہر آن خداوند کی رحمت کا ہاتھ اُس پر سایہ فگن ہوتا اور اُس کی راہنمائی فرماتا ہے۔

اُسے وسائل کی کبھی کمی نہیں ہوتی۔ اُسے خدمت کے سنہری مواقع ملتے ہیں۔ کامیابی اور کامرانی اُس کے قدم چومتی ہیں۔

فصل ۳

پاسبانی خدمت کی عظمت

جب کوئی خادم الدین خدا کی طرف سے بلاہٹ قبول کر کے اِس پاک خدمت کو اختیار کرتا ہے تو اُسے ہر لحظہ یہ احساس رہے کہ اس پاسبانی خدمت کی کیا عظمت ہے۔ اِس خدمت کی حُرمت و تکریم اور اس کا مقام اُس کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ وہ کسی وقت بھی یہ امر فراموش نہ کرے کہ خُدا نے اُسے اس عظیم خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ اس کے کسی قول اور فعل یا دانستہ اُس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جس سے اس خدمت کی عظمت پر حرف آئے۔ یہ عہدہ بڑا ہی جلیل القدر ہے لہٰذا کسی صورت بھی اِس کے وقار میں کسی قسم کا فرق نہ آئے۔

اب ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ پاسبانی خدمت کتنی عظیم اور اعلیٰ ہے۔

ا:۔ اِس فصل کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ خدمت خُدا کی طرف سے ہے۔ ربّنا المسیح جو کلیسیا کا سَر ہے اُسے مقرر کرتا اور اُسی کے اختیار سے یہ خدمت ودیعت کی جاتی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے کاہن نبی اور رسول خُدا کی طرف سے مقرر ہوتے آئے ہیں۔ اُن کی تقرری پر غور فرمایئے۔ خُدا نے انہیں

اپنی خدمت کے لئے بلایا، انہیں منتخب اور مامور کیا۔

۲:۔ یہ خدمت پاک ہے۔ جب کسی چیز یا آدمی کو کسی خاص مقصد یا استعمال کے لئے علیحدہ یا مخصوص کیا جاتا تو وہ چیز یا وہ آدمی پاک کہلاتے تھے۔ لہٰذا پاسبان کا عہدہ پاک ہے اور خدا کے کام اور اُس کی خدمت کو انجام دینے کے لئے وہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔

۳:۔ ایک خادم الدین بنی نوع انسان میں پاسبانی خدمت انجام دیتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اُس میں غیر فانی رُوح ہے، اور جب خادم الدین کے سپُرد اتنی بیش قیمت رُوحیں کی جاتی ہیں تو کیوں نہ اُس کی خدمت عظیم اور بیش بہا ہو۔ اس خدمت کا مقابلہ کوئی دوسری خدمت نہیں کر سکتی۔ جوہری اور زرگر ہمیشہ قیمتی ہیرے جواہرات اور سونے چاندی سے واسطہ رکھتے ہیں اُن کی زندگی دولت کے ان انمول خزانوں کی تراش خراش میں گزرتی ہے۔ نگاہوں کو خیرہ کرنے والے لعل و گوہر سنہری اور روپہلی زیورات بلاشبہ بے حد قیمتی سرمایہ ہیں لیکن رُوحوں کی خدمت اِن سے کہیں بیش قیمت ذمہ داری ہے۔ لہٰذا پاسبانی خدمت تو دُنیا کی ہر ایک چیز سے زیادہ قابلِ عزت و احترام ہے۔ وہ انسان اور بھٹکی ہوئی رُوحیں جو ابلیس کے نرغہ و اختیار میں ایڑیاں رگڑ رہی ہیں اُنہیں ابدی اور لازوال خوشی کی زندگی میں داخل کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے گویا پاسبان کا عُہدہ ابدی اور لازوال ہے کیونکہ اس کا تعلق انسانی رُوح کے ساتھ ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے اور ہر انسان کے لئے خُداوند یسُوع مسیح نے اپنے مقدس خُون کی قیمت ادا کی ہے۔

۴:۔ اس خدمت کا مقصد و حید بے حد اعلیٰ ہے۔ اعلیٰ مقصد اور اعلیٰ خدمت

دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور ناممکن ہے۔ پاسبانی خدمت کا مقصد یہ ہے کہ پاسبان لوگوں کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں اور یسوع پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں۔" ایک خادم الدین کا کام نہایت اعلیٰ ہے وہ گناہ میں جکڑے ہوئے انسانوں کو خوشخبری کا پیغام سناتا ہے اور سرکش اور بھٹکی ہوئی روحوں کو خداوند یسوع مسیح کے ابدی آرام میں داخل کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہتا ہے۔ وہ پسماندہ اور مایوس لوگوں کو روحانی زندگی کا مژدہ سنا کر خداوند یسوع مسیح کے لئے ایک جلالی کلیسیا تیار کرتا ہے۔ جہاں پہلے کبھی شکستہ و تاراج گھروندے کھڑے تھے اب وہاں کلیسیائی عظمت و وقار کے سر بفلک محل کھڑے ہو گئے۔ اور یہ عالی شان محل کلیسیائیں ہیں جو پاسبانی خدمت کی مرہونِ منت ہیں۔

۶:۔ پاسبانی عہدے کے لئے کلامِ مقدس میں کچھ علامتی نام آئے ہیں۔ اور ان ناموں سے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

الف۔ چوپان یا چرواہا

خداوند یسوع مسیح نے خود اس نام کو اپنایا۔ اس نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا "اچھا چرواہا میں ہوں"۔ ایک اچھا چرواہا ہمیشہ وفاداری سے اپنے گلے کی نگہبانی کرتا ہے اور انہیں ہری ہری چراگاہوں میں لئے پھرتا ہے۔ زبور نویس نے کہا ہے "خداوند میرا چوپان ہے" (حزقی ایل ۳۴: ۵-۸)۔

(یوحنا ۱۰: ۱۱ ا۔پطرس ۵: ۲-۴)۔

ب۔رسول

رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ پیامبر یا ایلچی جو کسی کی جگہ کلام کو پیش کرنے والا۔ رسول خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ وہ خدا کے نمائندے تھے تاکہ وہ خدا کی طرف سے لوگوں کو اُس کا کلام سنائیں۔ (۲۔کرنتھیوں ۵: ۲۰)

ج۔مختار

پاسبان اُس کے بھیدوں یا اُس کے کلام کے مختار ہیں، کیونکہ کلام کی خدمت اُن کے سپرد ہوئی ہے۔ (ا۔کرنتھیوں ۴: ۱)

د۔نور

اندھیرے کو دور کرنے والا۔ روشنی اور اُجالا پیدا کرنے والا۔

ر۔اُستاد یا معلّم

تعلیم دینا۔ معلّم اور اُستاد ہمیشہ بزرگ ہوا کرتے ہیں۔ (متی ۲۸: ۲۰)

چونکہ خادم الدین کا عہدہ اتنا اہم اور قابلِ احترام ہے لہٰذا اس خدمت پر سرفراز ہونے والے ہر پاسبان کا فرض ہے کہ وہ پاسبانی علم الٰہی کا بغور مطالعہ کرے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی سے کماحقہٗ واقفیت حاصل کرے، اور اپنی خدمت کے دوران وہ

مسیح مصلوب کا وفادار اور ایماندار خادم ثابت ہو۔ اُس کی بے لوث خدمت کی دُنیا معترف ہو۔ وہ اپنے اقوال و افعال سے اپنے عہدے کی عظمت کا وقار بلند رکھے تاکہ اُسے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

باب دوم

فصل ۱

پاسبان کی شخصی دینداری

پاسبانی خدمت میں پاسبان کی اپنی شخصی دینداری بڑی افضل بات ہے۔ دوسری بے شمار باتوں میں یہ بات سرفہرست ہے۔ ایک پاسبان نہ صرف اوسط درجے کا دیندار ہو بلکہ اُس کی دینداری اعلیٰ پیمانے کی ہو اور تمام دوست اور دشمن اُس کی دینداری کے معترف ہوں۔ وہ رُوح القدس کے بپتسمہ کی نعمت سے فیضیاب اور معمور ہو۔ وہ ایک اعلیٰ و ارفع، عظیم و پُروقار خدمت کے لئے مخصوص ہو چکا ہے اور اُس نے اپنی تمام صلاحتیں اسی خدمت

کے لئے وقف کر دی ہوئی ہیں۔ لہٰذا لازم ہے کہ اُس کی دینداری تمام قسم کی آلودگیوں سے پاک اور شکوک و شبہات سے بالا ہو۔ وہ ثابت قدم رہے۔ وہ ہر حال میں اُس روحانی خدمت کے معیار پر پورا اُترے۔ اُس کا پائے استقلال متزلزل نہ ہو۔ وہ خدا کا برگزیدہ کاہن ہے، اور پاک ترین مقام میں داخل ہو کر وہ خدا کے حضور روحوں کی خدمت پر مامور ہے۔ اِس لئے وہ خود پاک اور صاف ہو۔

ایک نوجوان پاسبان کی پاسبانی خدمت کی ابتدا میں اُسے بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بعض اوقات وہ کلیسیائی معاملات میں اتنا مشغول رہتا ہے کہ خداوند مسیح کی روزمرّہ کی رفاقت اور اُس کے قدموں میں بیٹھ کر روحانی فضل حاصل کرنے کی اُسے قطعاً فرصت نہیں ملتی۔

کلیسیا کے دُنیوی تفکرات میں وہ سب کچھ بھول جاتا ہے، اور اس طرح وہ اپنی روحانی خوراک سے غافل ہو کر اپنی خبر گیری بھی نہیں کر پاتا۔ پاسبان کا عہدہ جتنا عظیم اور اعلیٰ ہے اُتنا ہی ایک پاسبان پہ لازم آتا ہے کہ وہ اس غیر معمولی خدمت کی عظمت کو ملحوظِ خاطر رکھے اور اسے پاک اور مقدس جان کر اس کی حفاظت کرے۔ خدا نے فرمایا ہے کہ "اپنی اور اپنے گلّے کی حفاظت کرو۔" اپنے آپ کی حفاظت گلّے کی حفاظت پر مقدّم ہے۔ جو اپنی جان بچا نہیں سکتا وہ دُوسروں کو ڈُوبنے سے کیسے بچائے گا۔

پاسبان کو ایک عظیم ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ وہ اسے بدل و جان سر انجام دے۔ وہ اُس ذمہ داری سے بہ احسن طریق عہدہ برآ ہو۔ وہ جانفشانی سے اپنی اِس خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں سرگرمِ عمل رہے۔

اِس کا دُعا اور مطالعہ کا کمرہ اسلحہ خانہ ہے، جہاں سے وُہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر نکلتا ہے تاکہ وُہ تمام قسم کے شیطانی حملوں اور آزمائشوں کا مقابلہ کر سکے۔ ابلیس کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں۔ کلیسیا کے دُشمن اور تخریب کاروں کو ہزیمت اُٹھانی پڑے۔ وُہ تمام مشکلات پر غالب آتا ہے۔

شخصی دینداری کی ضرورت

آیئے ذرا اِس خدمت کی ذمہ داری پر غور کریں۔ رُوحوں کی خبرگیری پاسبان کی اہم ذمہ داری ہے۔ یہ خدمت اپنے مقصد کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔ ایک پاسبان کی خوشخبری کی منادی سے بے شمار بھٹکی ہُوئی روحیں جو شیطان کے قید و بند میں گناہ کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑی سسکتی رہتی ہیں وہ آزادی کا پیغام سُن کر خُدا کے بیٹے کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں۔ پاسبان کی اپنی زندگی بہت سے لوگوں کے گرنے اور اُٹھنے کا سبب بنتی ہے، کیونکہ "ہم خُدا کے نزدیک نجات پانے والوں اور ہلاک ہونے والوں دونوں کے لئے مسیح کی خوشبو ہیں۔ بعض کے واسطے تو مرنے کے لئے موت کی بُو اور بعض کے واسطے جینے کے لئے زندگی کی بُو ہیں" (۲۔کرنتھیوں ۲: ۱۵-۱۶) اِس جب پاسبان کی خدمت میں موت اور زندگی کا سوال ہے تو پاسبان کی اپنی زندگی میں پاکیزگی، دینداری اور وفاداری کی کتنی ضرورت ہے۔

رُوحوں کی نجات اور کلیسیا کی رُوحانی ترقی کا دار و مدار پاسبان کی شخصی زندگی اور دینداری پر ہے۔ اگر پاسبان خُداوند یسُوع مسیح کی محبت میں سرشار ہے تو وہ کلیسیا کی خدمت میں دل و جان کو شاں رہے گا۔ اگر وُہ ربنا المسیح کی محبت

سے معمور ہے تو مسیح کی محبت سے مغلوب ہو کر وہ شب و روز دعا اور جانفشانی سے اس خدمت میں لگا رہے گا۔ دنیا کی کوئی دوسری چیز اس پر اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا خداوند یسوع مسیح کی پاک محبت۔ لہٰذا پاسبان کا فرضِ اولین ہے کہ وہ اپنی شخصی زندگی میں مسیح کے ساتھ گہری رفاقت رکھے۔ اس سے پیشتر کہا گیا ہے کہ کلیسیا کی روحانی ترقی پاسبان کی شخصی زندگی پر منحصر ہے۔ اگر پاسبان کی اپنی روحانی زندگی بے داغ ہے تو کلیسیا کے تمام شرکاء کی زندگی بھی اعلیٰ معیار کی ہوگی۔

وہ پاسبان جس کا اپنا روحانی معیار بڑا ہی پست اور گھٹیا ہے وہ کلیسیا کا معیار کس طرح بلند کر سکتا ہے۔ اگر پاسبان کی زندگی خدا کے فضل سے معمور ہے تو وہ کلیسیا کے شرکاء کو روحانی زندگی کی مسرتوں سے مالا مال کر سکتا ہے۔ مردِ دعا پاسبان کلیسیا میں دعا کی روح پھونک سکتا ہے جبکہ خلوتی دعا کا خود تجربہ نہیں وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتا ہے۔ مکاشفہ کی کتاب میں برِاعظم ایشیا کی کلیسیاؤں کو روحانی پیغامات دیئے گئے ہیں۔ یہ پیغامات ان کلیسیاؤں کے فرشتوں کی معرفت بھیجے گئے۔ اور یہ فرشتے پاسبان ہیں۔ اگر یہ پاسبان بیدار ہوں تو کلیسیائیں خودبخود بیدار ہو جائیں گی۔

پاسبان کی اپنی زندگی لوگوں کے سامنے ایک نمونہ ہے۔ اس کا تقرر اور مخصوصیت اس بات کی شاہد ہے کہ وہ محض گفتار کا غازی نہ ہو بلکہ اس کے کردار اور رفتار سے روحانی زندگی کی شعاعیں پھوٹیں۔ خدا کے احکام پر وہ پہلے خود عمل کرے اور اس کے بعد دوسروں کو اس پر چلنے کی تلقین کرے۔ وہ عالم باعمل ہو۔ انجیل مقدس میں کچھ پاسبانی خطوط ہیں، یعنی ۱، ۲۔ تیمتھیس اور ططس

اِن مقدس خطوط میں ایک پاسبان کی روحانی زندگی کا نقشہ دلآویز پیرایے میں بیان کیا گیا ہے۔ پاسبان کی خدمت کا جو معیار درج کیا گیا ہے، اُس کا مطالعہ پاسبان کے لیئے لازمی ہے۔ وہ اپنا محاسبہ کرے کہ آیا اُس کی اپنی زندگی اِس معیار پر پُوری اُترتی ہے یا نہیں۔ دُنیا کے ایک مشہور مُصوّر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس مختلف قسم کے قیمتی رنگین پتھر رکھتا تھا۔ وہ اِن رنگین پتھروں کو ہر روز صبح کے وقت آدھ گھنٹہ تک دیکھا کرتا تاکہ اُس کے ذہن میں رنگوں کا صحیح صحیح تصوّر سما سکے۔ پاسبان کی زندگی اِن خطُوط میں دی ہُوئی زندگی کے معیار کے مطابق ہونی چاہیئے۔ وہ ہمیشہ اِن خطُوط کا مطالعہ کرتا رہے تاکہ اُس کے ذہن میں یہ باتیں تازہ رہیں۔ اِن پاسبانی خطُوط سے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

"اِن باتوں کا حکم کر اور تعلیم دے۔ کوئی تیری جوانی کی حقارت نہ کرنے پائے، بلکہ تُو ایمانداروں کے لیئے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت اور ایمان اور پاکیزگی میں نمونہ بن" (۱۔ تیمُتھیُس ۴: ۱۱-۱۲)۔ "اپنی اور اپنی تعلیم کی خبرداری کر۔ اِن باتوں پر قائم رہ کیونکہ ایسا کرنے سے تُو اپنی اور اپنے سُننے والوں کی بھی نجات کا باعث ہوگا" (۱۔ تیمُتھیُس ۴: ۱۶) "تاکہ جو لوگ ہمیشہ کی زندگی کے لیئے اُس پر ایمان لائیں گے اُن کے لیئے مَیں نمونہ بنوں"۔

(۱۔ تیمُتھیُس ۱: ۱۶) "مَیں اُس خُدا کو جو سب چیزوں کو زندہ کرتا ہے اور مسیح یسُوع کو جس نے پُنطیُس پیلاطُس کے سامنے اچھا اقرار کیا تھا گواہ کر کے تجھے تاکید کرتا ہُوں کہ ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے اُس ظہور تک حُکم کو بے داغ اور بے الزام رکھ"۔ (۱۔ تیمُتھیُس ۶: ۱۳-۱۴) "اپنے آپ کو خُدا کے سامنے مقبول اور ایسے کام

کرنے والے کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر جس کو شرمندہ ہونا نہ پڑے۔" (۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۵) "پس جو کوئی اِن سے علیحدہ ہو کر اپنے تئیں پاک کرے گا وہ عزت کا برتن اور مقدس بنے گا۔ اور مالک کے کام کے لائق اور ہر نیک کام کے لئے تیار ہوگا۔" (۲۔ تیمتھیس ۲: ۲۱)۔ "ساری باتوں میں اپنے آپ کو نیک کاموں کا نمونہ بنا۔ تیری تعلیم میں صفائی اور سنجیدگی اور ایسی صحت کلامی پائی جائے جو ملامت کے لائق نہ ہو تاکہ مخالف ہم پر عیب لگانے کی کوئی وجہ نہ پا کر شرمندہ ہو جائیں۔" (طِطُس ۲: ۷-۸)۔

"خُدا کے اِس گلّہ کی گلّہ بانی کرو۔ جو تُم میں ہے۔ لاچاری سے نگہبانی نہ کرو، بلکہ خُدا کی مرضی کے موافق خوشی سے اور ناجائز نفع کے لئے نہیں بلکہ دلی شوق سے۔ اور جو لوگ تمہارے سپرد ہیں اُن پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلّہ کے لئے نمونہ بنو۔" (۱۔ پطرس ۵: ۲-۳)

فصل ۲

پاسبان کس طرح شخصی دینداری کو قائم رکھ سکتا اور اُسے ترقی دے سکتا ہے

گذشتہ فصل میں یہ بیان ہوا ہے کہ خادم الدین کی اپنی شخصی دینداری اُس کی پاسبانی خدمت میں بڑا اہم اور لازمی جزو ہے۔ اِس کی اہمیت کے پیشِ نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاسبان کس طرح اپنی شخصی دینداری کو قائم رکھ سکتا اور ہر روز اِس میں ترقی کرتا رہتا ہے۔ اِس ضمن میں چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔

اوّل

دعائیہ زندگی

پاسبان اور خصوصاً نوجوان پاسبان کا سب سے بہترین ہتھیار دعا ہے۔ وہ دعا مانگتا اور جاگتا رہے تاکہ آزمائش میں نہ پڑے۔ وہ لوگ جو خداوند سے مانگتے ہیں وہ اُنہیں اپنے وعدہ کے مطابق رُوحُ القدس انعام میں بخشتا ہے۔ اُس نے فرمایا ہے "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔" لہٰذا پاسبان رُوحُ القدس کے لئے دعا مانگے۔ اور یہی قوت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ بلاشُبہ وہ پاسبان جو دُعا میں راہنمائی حاصل کرتا ہے اُس کی خدمت کامیاب ہوتی ہے۔

دوم

صبح کے وقت شخصی عبادت

صبح کا سہانا وقت جب قدرت کی ہر شے خاموش ہوتی ہے، خدا کے حضور سرِ نیاز خم کرنے کے لئے بہترین موقع ہے۔ یہی وقت گوہرِ مقصود حاصل کرنے کا ہے۔ اپنی شخصی عبادت کے لئے اُس وقت کو مخصوص کرنا ہے۔ باطنی انسانیت میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اگر صبح دُعا سے شروع کی جائے تو سارا دن کامیابی سے پاسبانی خدمت انجام دی جا سکتی ہے۔ اُس وقت دُنیا کے بکھیڑے

اور دُنیا کے ہنگامے کم ہوتے ہیں. فطرت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوتی ہے. دن بھر کی خدمت اور آزمائشوں پر غالب آنے کی غرض سے خداوند سے قوّت حاصل کرنے کا اِس سے بہتر کوئی وقت نہیں ہے۔ وہ خادم الدین جو صبح کے وقت تنہائی میں زندگی اور قوّت کے لئے غیر فانی روحانی چشمہ سے سیر ہوتا ہے اُس کی خدمت بڑی مُؤثر اور دوسروں کو خُداوند تک لانے کا وسیلہ بنتی ہے. لیکن کچھ خادم الدین اِس اہم فریضے سے یکسر غافل ہو کر دُعا اور شخصی عبادت کی روحانی عظمت سے چشم پوشی کرتے ہیں، وُہ سمجھتے ہیں کہ ایسے کام کے لئے فرصت کی ضرورت ہے۔ وُہ سارا دن اپنے دُنیوی مشاغل میں اتنے مصروف رہتے ہیں کہ انہیں اپنے پرائے کی ہوش نہیں رہتی۔ دن کے وقت اُنہیں یوں فرصت نہیں ملتی اور صبح کے وقت دُعا اور شخصی عبادت کا فریضہ ادا کرنا اِن کے لئے بڑا ہی مُشکل ہوتا ہے لہٰذا اُن کی خدمت بالکل بے تاثیر ہو کر رہ جاتی ہے۔ دُعا کلیدِ کامیابی ہے۔ اِسی سے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھایا جاتا ہے۔ وُہ پاسبان جو اپنے روزمرّہ کے کام شروع کرنے سے پیشتر دُعا اور مناجات کا عادی ہے گویا اُس نے بہترین چیز کا انتخاب کر لیا۔ اُسے کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ کلام کے مطالعہ کے لئے اِس سے بہتر اور کونسا موقع ہو سکتا ہے۔ صبح کے وقت اِنسان تازہ دم ہوتا ہے۔ دُنیا جہان والے اپنے روزمرّہ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں لیکن پاسبان اپنے خداوند کے حضور سر جھکاتا اور اُس سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ خُدا کے ساتھ رفاقت کا یہ وقت ہے۔ پاسبان کے اپنے اہل و عیال ابھی بیدار نہیں ہوتے۔ اُس کی کلیسیا کے لوگ بھی ابھی اپنے اپنے گھروں میں اِدھر اُدھر کے کام دھندوں میں

مصروف ہوتے ہیں۔ گویا اُسے ہر طرح سے فراغت حاصل ہے کہ وُہ یکسوئی سے اپنی شخصی عبادت میں مشغول ہو۔

صبح کے وقت دُعا اور عبادت میں مشغول ہونے میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ دن بھر کی نسبت اِس وقت کوئی دُوسرا مشغلہ نہیں ہوتا۔ ابھی دُنیوی تفکرات اور ضروریات زندگی کی گہما گہمی امن و سکون میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ اور اگر صبح کے وقت کو دُعا اور عبادت کا معمول بنا لیا جائے تو اس پر ہمیشہ اور ہر حال میں عمل کیا جا سکتا ہے۔ دن کے کسی اور حصہ میں دُعا اور عبادت کے لئے وقت نکالنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے۔ بعض اوقات کچھ ہنگامی اور غیر متوقع مسائل پیش آتے ہیں۔ جن کی طرف فوری توجہ دینا ناگزیر ہوتا ہے تو دُعا اور عبادت کی فرصت نہیں ہوتی۔ للہٰذا دُعا اور شخصی عبادت کے لئے صبح کے وقت سے زیادہ کوئی دُوسرا وقت موزوں نہیں ہے۔

یہ جوہری توانائی کا زمانہ ہے۔ اِنسان نے اِس سائنسی دَور میں تیز رفتاری کے تمام ریکارڈ مات کر دیئے ہیں۔ اِنسان نے علم و حکمت سے فضاؤں کو مسخر کر کے ستاروں پر کمندیں ڈالی ہیں۔ وُہ آسمان کی وسعتوں کو چیر کر چاند تک جا پہنچا ہے اور قدرت کے سربستہ رازوں اور تخلیق کائنات کی صحیح صحیح تاریخ معلوم کرنے میں کوشاں ہے۔ دُنیا کے ہنگامے، شور و غل اور اقتصادی مسائل ہمیں اِس قدر پریشان کئے ہیں کہ کسی دوسری طرف توجہ جا ہی نہیں سکتی۔ اور چونکہ پاسبان بھی اسی معاشرے کا ایک اہم رکن ہے للہٰذا اِس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی صبح دُعا اور عبادت سے شروع کرے۔ جس طرف نگاہ اٹھائیں زندگی کا کارواں رواں دواں ہے۔ ہر ایک شخص دُوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہے۔ شہروں

قصبوں اور دیہاتوں میں سب لوگ بھاگم بھاگ کاروبارِ زندگی میں مشغول ہیں۔ ریل گاڑیوں، بسیں، اور موٹر کاریں مسافروں سے اَٹی ہوتی ہیں۔ سڑکوں پر لوگوں کا وہ جمِ غفیر ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ کھوے سے کھوا چھلتا ہے۔ ڈاکخانوں، تار گھروں، ہسپتالوں اور سینماؤں میں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر نظر آئے گا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں برق رفتاری ہے۔ کارخانوں میں مزدور اور مشینوں کی گھمر گھمر اور گڑگڑاہٹ زندگی کی مشغولیت کی دلیل ہے۔ کسبِ معاش کی غرض سے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ کون ہے جو جسمانی ضروریات کی خاطر تگ و دو نہیں کرتا۔ اور جب ہر کوئی اپنے کام میں مشغول ہے تو لازمی ہے کہ پاسبان بھی روحانی غذا کی خاطر دُعا اور عبادت میں مشغول رہے۔ پاسبانی خدمت کے دوران میں اُسے بیماروں کی عیادت بھی کرنا ہے وہ لوگوں کے دُکھ سُکھ میں برابر کا شریک ہو۔ وہ کلیسیائی عبادتوں کا انتظام اور سنڈے سکول کا بھی بندوبست کرتا ہے تاکہ کلیسیا کے معصوم پود خداوند کے قدموں میں بیٹھنا سیکھیں۔ اب چونکہ پاسبان کی خدمت سب سے زیادہ اہم ہے لہٰذا اُسے دُعا اور شخصی عبادت کی طرف سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے اور اگر پاسبان کلیسیا کے دُنیوی کام دھندوں میں مشغول رہ کر دُعا اور شخصی عبادت کی نعمت سے محروم رہے تو اُس کی پاسبانی خدمت غیر مؤثر اور بے سود ہے۔ وہ مارتھا کی طرح مسیح کی خاطر خدمت میں تو لگا رہتا ہے لیکن سب سے اچھے حصّے یعنی خداوند مسیح کے قدموں میں بیٹھ کر اُس کی تعلیم حاصل کرنے سے پہلوتہی کرتا ہے۔

اگر وہ اِس دولت سے محروم رہا تو اُس نے سب کچھ کھو دیا۔

سوم

کلام کا مطالعہ!

عموماً پاسبان اپنی کلیسیا کو تعلیم و تربیت دینے کی خاطر پاک کلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن سب سے اوّل اور افضل بات یہ ہے کہ وُہ اپنے آپ کو سکھانے کی غرض سے مطالعہ کریں۔ اِس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دُوسروں کو پند و نصائح کرنے اور اُن تک کلامِ پاک کے مخفی بھید پہنچانے کی غرض سے روحانی خوراک کی اشد ضرورت ہے لیکن محض اسی لئے کلام کا مطالعہ کرنا کہ اپنی جماعت کو ہی سکھانا مقصود ہو تو اِس سے مطالعہ کا صحیح مفہوم اور غرض و غایت فوت ہو جاتے ہیں۔

وُہ پاسبان جو خُود تشنہ ہے وُہ دوسروں کی پیاس کیونکر بجھا سکتا ہے۔ کلیسیا میں بعض اوقات صاحبِ علم و فضل لوگ ہوتے ہیں۔ اُن کو روحانی خوراک سے سیر کرنا اور اُن کے ذہن تک رسائی حاصل کرنا پاسبان کا فرض ہے۔ کلامِ مقدس خُدائے قدوس کی آواز ہے۔ اگر پاسبان نے گوش ہوش سے خُدا کی آواز کو سُنا ہے تو وُہ دُوسروں تک اِس پیغام کو بطریقِ احسن پہنچا سکے گا۔ اُس کے روحانی تجربات سے کلیسیا استفادہ کرے گی۔ پاسبان کے لئے خُدا کا کلام اُس کے پاؤں کے لئے چراغ اور راہ کی روشنی ہے۔ اگر وُہ کلام کی روشنی میں چلے گا تو آزمائشوں کے اندھیروں میں بھٹکتا نہیں رہے گا۔ کلامِ پاک کی روشنی میں وُہ اُن گناہوں سے اپنا دامن بچائے گا جو اُس کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ اُس پر اپنی خامیاں، کوتاہیاں اور کمزوریاں عیاں ہوں

گی۔ اور وہ کلام پاک کے وسیلہ سے اپنی آزمائشوں پر غالب آئے گا، کیونکہ خدا کے پاک کلام میں ہزاروں مثالیں اُن بزرگانِ دین اور مردانِ حق کی ملتی ہیں جنہوں نے ابلیس کے تمام حملوں کو ناکارہ کر دیا۔

علاوہ ازیں پاسبان کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اپنی علمی استعداد میں اضافہ کی غرض سے مختلف قسم کی دینی کتابوں کا مطالعہ کرتا رہے۔ موجودہ دور میں پاسبان کلامِ مقدس کے علاوہ علوم متعارفہ کا مطالعہ بھی کرے تاکہ وہ کلیسیا میں فرسودہ اور دقیانوسی خیالات اور توہمات کا خاتمہ کر سکے۔ نفسیات، معدنیات، سیاسیات اور معاشرتی علوم کے مطالعہ سے کلامِ مقدس کی تشریح و تفسیر میں مدد ملتی ہے۔ سمعی و بصری معاونات سے وعظ کو دلچسپ انداز میں جماعت کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ پاسبان کے پاس اپنی چھوٹی سی لائبریری ہونی چاہیئے جس میں کلامِ پاک کی تفاسیر کے علاوہ کلید الکتاب بھی ہو۔ اچھی کتابیں پاسبان کا بہترین دوست ہیں۔ وہ اُن کے مطالعہ سے بدعتی تعلیم کے خلاف دلائل و براہین دے سکتا ہے۔ وہ مختلف قسم کے نظریات سے واقف ہو کر کلیسیا کو صحیح مسیحی تعلیم سے روشناس کراتا ہے۔ وہ اُن پوشیدہ خطروں سے آگاہ ہوتا ہے جو کلیسیا کا روحانی سکون اور اُس کے ایمان کو تباہ کر سکتے ہیں۔

کچھ ایسی آزمائشیں بھی ہیں جو پاسبان کی شخصی دینداری میں رکاوٹ اور آزمائش کا باعث بنتی ہیں۔ مثلاً اُس کا اپنا عہدہ، اُس کے حقوق و اختیارات اور مراعات، یہ باتیں اُس کے لئے خطرہ بن جاتی ہیں۔ وہ فخر و غرور کی آزمائش میں گرفتار ہوتا ہے لیکن وہ مطالعہ کرتا رہے گا تو وہ اِن آزمائشوں پر غالب آنے کا ڈھنگ

سیکھ جائے گا۔ اِس ضمن میں چند باتیں قابلِ غور ہیں۔

اوّل

جب نوجوان پاسبان اپنی دینی خدمت پر مامور ہوتا ہے تو اس سے پیشتر اُسے کلیسیائی حکمانہ امتحانات میں کامیابی حاصل کرنا پڑتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاسبان بعض اوقات یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ چُونکہ وُہ حکمانہ امتحانات میں کامیاب ہو کر پاسبانی عہدہ پر باقاعدہ فائز ہو چکے ہیں لہٰذا سب خیریت ہے۔ اُن میں خود ستائی اور خُود پسندی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ جا و بیجا اِس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک اُن کی ہر بات درُست اور قابلِ یقین ہے۔ اُن کی زبان سے نکلا ہُوا ہر ایک حرف مُستند سمجھنا چاہیئے۔ وُہ اپنی راستبازی اور کاملیت کا تذکرہ بڑے شان سے کرتے ہیں۔ وُہ اپنی ہی ذات میں اتنا مگن رہتے ہیں کہ اپنے آپ کو مافوق الفطرت انسان خیال کرنے لگتے ہیں لیکن اپنے آپ کو کامل انسان سمجھنے میں سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ راستبازی اور پاکیزگی کی بھُوک اور پیاس نہیں رہتی۔ خُداوند یسُوع مسیح نے فرمایا ہے۔

"مبارک ہیں وُہ جو راستبازی کے بھُوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وُہ آسُودہ ہوں گے" (متی ۵ : ۶)۔

دوم

ایک اور عام آزمائش جو پاسبان کی شخصی روحانی زندگی میں زہر قاتل ہے

پاسبانی خدمت کو محض پیشہ سمجھنا ہے۔ دُنیا میں ہزاروں قسم کے پیشے ہیں جن کے لئے پیشہ ورانہ مہارت اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔ لیکن پاسبانی خدمت کو دوسرے پیشوں کی صف میں لا کھڑا کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کلیسیائی خدمت اور بشارت کو محض ایک فرض سمجھ کر ادا کرنا اس مقدّس خدمت کی حقیقی رُوح سے لاعلمی ہے۔ اس خدمت کی ادائیگی میں رُوحانی جوش و خروش اور کلیسیائی محبت کارفرما ہو تو صحیح معنوں میں خُداوند کے فرمان کو بجا لایا جا سکتا ہے۔ یہ خدمت کوئی معمولی پیشہ تھوڑا ہی ہے جیسے دُوسرے پیشوں کی طرح حسبِ دستور سرانجام دیا جاتا ہے بلکہ سرکش اور کھوئی ہوئی روحوں کو راہِ نجات دکھا کر انہیں خُداوند یسُوع مسیح کے پاس لانے کا نام پاسبانی خدمت ہے۔ گویا رُوحوں کو بچانے کا مقدّس جذبہ پاسبانی خدمت کا حقیقی محرّک ہے۔ روحانی خدمت کا جوش و خروش ہر آن اور ہر گھڑی موجود رہے تاکہ کہیں پاسبانی خدمت عام کاروبار کی صورت نہ اختیار کر لے۔ اگر محبت ٹھنڈی پڑ جائے اور معیار مسیح کے قد کے اندازہ تک پہنچنے کا نہ ہو تو تمام تگ و دو بیکار ہوگی اور ساری محنت رائیگاں جائے گی، لہٰذا پاسبانی خدمت کو پیشہ اور عام کاروبار بنانے سے گریز کیا جائے۔

سوم

روحانی غرور، تساہل پسندی اور تغافل شعاری پاسبان کی سب سے بڑی آزمائشیں ہیں۔ کلیسیا کے ممبر خادم الدین کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں۔ اس کی ہر بات کا یقین کیا جاتا اور اس کا فرمایا ہوا کلام مستند اور معتبر سمجھا جاتا ہے۔ کبھی

کبھی خادم الدین اپنے جھوٹے وقار کی آزمائش میں مبتلا ہو کر سطحی دینداری پر اکتفا کرتے ہیں۔ چونکہ وہ کلیسیا کی نگہبانی کے مختار ہیں اُن میں اپنے عہدے کی عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے اصلی مقام کو نہیں پہچانتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ رُوح کی معموری اور کثرت کی روحانی زندگی کی مسرتوں سے محروم رہتے ہیں۔

پاسبان کا مطالعہ

گذشتہ فصل میں دُعا اور عبادت کے متعلق چند باتیں بیان کی گئی ہیں۔ دُعا اور مطالعہ کے ذریعہ پاسبان اپنی خدمت کو کامیاب بنانے کے لئے قوّت حاصل کر سکتا ہے۔ دُعا سے دِل کو تقویت، رُوح کی معموری اور خُدا کی رفاقت حاصل ہوتی ہے آیئے اس فصل میں مطالعہ کے بارے میں کچھ بیان ہو جائے۔

پاسبان درحقیقت ایک چلتا پھرتا کتب خانہ ہے۔ جس میں رُوحانی اور دُنیوی تمام قسم کی باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ کلامِ الٰہی کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ علُومِ متعارفہ کا مطالعہ بھی پاسبان کے لئے نہایت لازمی ہے۔ اچھی کتابیں تنہائی کا بہترین رفیق اور حلِ مشکلات میں ممد و معاون ہوتی ہیں۔ آج کل جب شہر شہر اور قریہ قریہ علم و حکمت کے چرچے ہیں محض اِدھر اُدھر کی باتوں سے لوگوں کو مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں پاسبان کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کے "شرکا" کا نفسیاتی مطالعہ کرے۔ یہ بات مشکل ضرور ہے مگر اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کلیسیا کے تمام شُرکاء کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا قرینِ انصاف اور مصلحت نہیں ہے۔ کلام کے گہرے مطالعہ سے وہ کلیسیا کی روحانی زندگی کا بخوبی مطالعہ کر سکے گا، اور اس طرح

سے اُس کی منادی نہ صرف دلچسپ ہوگی بلکہ سُود مند اور پُر تاثیر بھی ہوگی۔

مطالعہ دو قسم کے ہیں (۱) مطالعۂ بائبل (۲) عام مطالعہ

۱۔ مطالعۂ بائبل

پاسبان کے لئے ضروری ہے کہ وُہ بائبل کا باقاعدہ اور گہرا مطالعہ کرے۔ باقاعدہ مطالعہ سے مراد یہ ہے کہ مطالعہ میں کوئی خاص تنظیم و ترتیب ہو۔ بعض اوقات کلامِ مُقدّس کے مختلف حصّوں کا مضمون وار تواریخی اعتبار سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یُوں پاسبان کی رُوحانی زندگی میں تر و تازگی آتی ہے اور وُہ قُوّت سے معمور ہوتا ہے۔ زیرِ تصنیف کتاب میں کلامِ مُقدّس کے مطالعہ کی کوئی خاص تجویز یا ترتیب پیش نہیں کی جاسکتی۔ کلامِ مُقدّس میں لاتعداد مضامین ہیں۔ مثلاً خُدا، رُوح القُدس، بیٹا، نجات، گناہ اور خُدا کا فضل وغیرہ وغیرہ۔ کلامِ پاک کا مطالعہ مضمون وار اور تعلیم و عقاید کی ترتیب و نسبت سے کیا جاسکتا ہے۔ بائبل مقدس کے مطالعہ کے کئی سلسلے ہیں۔ مسیحی عُلما نے بائبل مُقدّس کو بڑے ہی خُوبصُورت اور دِلآویز انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب یہ پاسبان کا کام ہے کہ وُہ کلامِ مُقدّس کی تلاوت کا کونسا سلسلہ اپنے شخصی مطالعہ کے لئے منتخب کرے گا۔ بہرحال مقصد صرف یہ ہے کہ پاسبان (۱) بائبل مُقدّس سے واقف ہو اور (۲) بائبل کی تعلیم سے واقف ہو۔ اگر بائبل مُقدّس کی چھیاسٹھ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو مسلسل روزمرہ کے مطالعہ کے لئے منتخب کرلیا جائے تو اس کتاب کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔

کلام مقدس کے بعض حصّوں کو حفظ کرنا اور پھر انہیں یاد رکھنا بھی مفید ہے۔ سفر میں یا فرصت کے اوقات میں حفظ کردہ آیات یا حصّوں پر غور و فکر کیا جا سکتا ہے۔ واعظ اور خطیب اپنی منادی کے دوران میں حفظ کردہ آیات کے استعمال سے اپنی باتوں کو مستند اور معتبر بنا سکتے ہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ شخصی گفتگو اور تبادلۂ خیالات کے وقت حفظ کردہ حوالہ جات سے استفادہ کرنے میں مطلوبہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ کلام اللہ مستند اور معتبر ہے۔ اگر اُسے برمحل استعمال کیا جائے تو سامعین پر خاطر خواہ اثر ہوگا۔ کلام پاک کے کچھ حصّے یا آیات ایسی ہیں جنہیں بار بار استعمال کرنے سے وہ خود بخود ازبر ہو جاتی ہیں لیکن بعض اوقات پاسبان کو حفظ کرنے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔

بائبل مقدس عبرانی اور یونانی زبان میں لکھی گئی۔ لہٰذا اِن دونوں زبانوں کا علم نہایت ضروری ہے۔ کلام اللہ کا مطالعہ کرنے میں اصل زبان کا علم بے حد مفید ہے۔ خادم الدین کا فرض ہے کہ حتےَّ المقدور وہ اِن زبانوں میں مہارت پیدا کرے کیونکہ اصل زبان میں مہارت کی بدولت کلام اللہ کی تفہیم آسان ہوتی ہے۔ اِس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگرچہ علم الٰہی کے مدارس میں اِن زبانوں کی تدریس کا اہتمام تو ہے لیکن زیرِ تربیت خادم الدین اِن زبانوں میں مہارتِ تامہ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ چند سالوں کی تدریس سے عبرانی یا یونانی پر عبور حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ بہر حال اِن زبانوں کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ کے پاسبان اِن زبانوں کی مبادیات سے واقفیت حاصل کریں۔

پاسبانی خدمت میں ایک خطرہ یہ ہے کہ پاسبان علم الٰہی کے مدارس میں

عبرانی اور یونانی کی تعلیم تو حاصل کرتے ہیں کیونکہ اپنی کلیسیا میں اُنہیں اِن زبانوں کے استعمال کا کوئی موقعہ نہیں ملتا لہٰذا رفتہ رفتہ زبانوں سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے مابقہ چند ایسے باذوق پاسبان ضرور ہوتے ہیں جو اپنی اِس استعداد میں اضافہ کرتے رہتے ہیں اور وُہ عبرانی اور یونانی زبان کا مطالعہ جاری رکھتے ہیں بلکہ اس علمی ذوق سے نہ صرف خود لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ کلامِ مُقدس کے رمُوز کو عیاں کر کے جماعت کے علم میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

۲۔ عام مطالعہ

پاسبانی خدمت میں عام مطالعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اِس سے پیشتر بیان کیا جا چکا ہے کہ پاسبان کے لئے مطالعہ نہایت لازمی ہے۔ اس سے عام واقفیت اور معلُومات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ علم و حکمت کی باتوں سے عقل و فکر کی صلاحیتیں جلا پاتی ہیں۔ نقطۂ نگاہ میں وُسعت اور جبلّتوں کی تصعید و تہذیب میں امداد ملتی ہے۔ اچھی کتابیں لازوال خزانہ ہیں۔ اہلِ نظر پاسبان مطالعہ کی دولت سے فیضیاب ہو کر کلام اللہ کی درس و تدریس اور اُس کی تفسیر سے کلیسیا سے خیالاتِ باطلہ اور بدعتی تعلیمات کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ دیہاتی کلیسیا میں پاسبان ہی روشنی کا مینار ہے۔ گذشتہ زمانے میں پاسبان ہی علم و فضل کا منبع سمجھا جاتا تھا۔ آج کل تو حالات بدل چکے ہیں لیکن پھر بھی تعلیم یافتہ کلیسیا کا پاسبان اگر سیاسیات، اخلاقیات، معاشیات، معدنیات، نفسیات وغیرہ علوم سے تھوڑا بہت واقف نہ ہو تو وہ زمانے کا ساتھ نہیں دے سکے گا۔ ہاں ملک کے وہ

دُور اُفتادہ علاقے جہاں ابھی علم کی روشنی نہیں پہنچی وہاں پسماندگی، جہالت اور توہم پرستی کا دَور دورہ ہے۔ اگر اِن علاقوں میں کسی پاسبان کو بشارت کی خدمت تفویض ہو تو اُس کے لئے مطالعہ تو اَور بھی زیادہ ضروری اور اہم ہے کیونکہ ایسے ماحول میں اُس کا علم زنگ آلود ہو جائے گا۔ چونکہ پاسبانی خدمت عظیم فریضہ ہے، لہٰذا پاسبان علوم متعارفہ سے بے بہرہ نہ ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر پیشہ اَور مہارت کے لوگ اپنے ہی ذوق کی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔ اُنہیں خوب سے خوب تر کی تلاش رہتی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم صرف وہی کام کرتے ہیں جن میں ہمیں دلچسپی ہوتی ہے اور کتابوں کا بھی یہی حال ہے۔ پاسبان چونکہ چلتا پھرتا کتب خانہ ہے لہٰذا اُس کا مطالعہ محض دینی کتب تک ہی محدود نہ ہو بلکہ وہ سائنس، فلکیات اَور ادبیات میں بھی دلچسپی لے اَور ان کا بھی مطالعہ کرے۔ اُس کی ذاتی لائبریری میں دینی کتابوں کے علاوہ شعر و اَدب کے مجموعے بھی ہوں۔ اخبارات، رسالے اَور پمفلٹ بھی اُس کے پاس ہوں۔ حالاتِ حاضرہ اَور خصوصاً اپنے ملک کی سیاسی، معاشرتی اَور ملّی تحریکات کا اُسے علم ہو۔ اُس کا علم زمانے کے مطابق ہو۔ ممکن ہے کہ وہ ہر فن مولا نہ ہو لیکن یہ بھی نہیں کہ وہ نیم حکیم خطرہ جان اَور نیم مُلاّں خطرہ ایمان کے مصداق ہو۔ مطالعہ سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اچھی کتابوں سے اچھی باتیں سیکھی اَور سکھائی جاتی ہیں۔ جس پاسبان کے پاس اچھی کتابیں ہیں وہ اپنے تنہائی کے لمحات میں بھی دوست سے محروم نہیں ہوتا۔

فصل ۴

وعظ کی تیاری

علم الوعظ ایک علیحدہ مضمون ہے جس کی اہمیت مسلّمہ ہے۔ وعظ کی تیاری اور اُسے پیش کرنے کے اصول و انداز کے متعلق پاسبان نے اپنی تربیت کے دوران میں مطالعہ کیا ہوتا ہے۔ ایک پاسبان کی بلاہٹ کا مقصد صرف یہ ہے کہ وُہ منادی کرنے اور لوگوں کے سامنے کلام مُقدس کو پیش کرے۔ لہٰذا وعظ کی تیاری بڑی لازمی بات ہے۔ زیر تصنیف کتاب میں وعظ کی تیاری کے لئے چند ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں تاکہ وُہ لوگ بھی استفادہ کر سکیں جنہیں علم الوعظ کی باقاعدہ تربیت کا موقعہ نہیں ملتا۔

ا:۔ سند کی آیت

وعظ کی تیاری سے پیشتر سند کی آیت کا انتخاب نہایت لازمی ہے۔ وعظ کی کامیابی کا راز اسی میں مُضمر ہے۔ وُہ پیغام جو خُدا کی طرف سے ہو یا کلام مُقدس کے وُہ حصے جن سے واعظ نے خُود استفادہ کیا ہے اور اُن سے اُس کی زندگی میں روحانی زندگی کے سوتے پھوٹ نکلے ہیں وُہ کلیسیا کے ممبروں میں رُوحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ رُوح القُدس کی معموری کے لئے دُعا کرنا اور خُدا

کی ہدایت حاصل کرنے کے لئے گیان دھیان میں مگن رہنے سے کلیسیا میں منادی مؤثر ہو سکتی ہے۔

۲:۔ وعظ جماعت کی روزمرّہ کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہیئے۔ کبھی کبھی ملکی یا کلیسیائی حالات کچھ ایسی صورت اختیار کرتے ہیں جن سے نپٹنے کے لئے کلامِ مُقدّس کی راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وعظ موقع ومحل کے مطابق ہو تو وہ زیادہ موزوں اور کارگر ثابت ہوگا۔

۳:۔ وعظ کلیسیا کی روحانی ضروریات کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اپنی پاسبانی مُلاقاتوں کے دوران میں اگر پاسبان نے کلیسیا کی روحانی ضروریات کا مطالعہ کر لیا ہے تو وہ کلامِ مُقدّس کے ایسے پیروں کا انتخاب کرے گا جن سے کلیسیا کی ضروریات اور اُن کے درپیش مسائل کا حل موجود ہو۔

۴:۔ خاص مواقع، تقریبات یا مذہبی تہواروں پر خاص مضامین پر وعظ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً بڑے دن اور عیدِ قیامت المسیح کے وعظ دوسرے موقعوں سے بالکل مختلف ہوں گے۔

۵:۔ پاسبان کے لئے لازمی ہے کہ وہ کلام کی پُوری پُوری سچائی کو پیش کرے۔ مثلاً خُداوند مسیح کی آمدِ ثانی، مُردوں کی قیامت اور ہلاکتِ اَبدی۔ دراصل اس میں بعض خدامُ الدّین کی اپنی مرضی کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ وہ کلیسیا کی روحانی ضروریات کا نہیں بلکہ اپنی صوابدید کا خیال کرتے ہیں۔ کلامِ مُقدّس کی بنیادی سچائیوں کی فہرست تیار کرنی چاہیئے تاکہ ان کے مطابق وعظ تیار ہو سکے۔

۶:۔ کلیسیا کی تواریخ کے متنازعہ مسائل یا وہ آیات جن کی تفسیر میں عُلمائے

دل متفق الرائے نہیں ہیں۔ یا وہ شخص جن کا سمجھنا یا سمجھانا مشکل ہے انہیں کلیسیا کے سامنے پیش کرنے سے گریز لازمی ہے۔

۷:۔ بعض اوقات واعظ اپنی ہی مرضی کے مطابق کلیسیا کے سامنے کوئی پیغام پیش کرنا چاہتا ہے۔ وہ سند کی آیت کے اردگرد اپنے خیال کا تانا بانا بنتا ہے۔ وہ کھینچ تان کر سند کی آیت کے تحت اپنا خیال پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس صورت میں وہ کلامِ مقدس کو نہیں بلکہ اپنے کسی خیال یا نظریے کو پیش کرتا ہے، لیکن اس کا نتیجہ قطعاً کچھ نہیں نکلتا۔ ایسی باتوں سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔

۸:۔ کلامِ مقدس کا پیغام اور اس کی سچائی کلامِ مقدس سے پیش کی جائے۔ کلامِ مقدس میں ایک ہی مضمون اور سچائی کو ثابت کرنے کے بے شمار حوالہ جات ہیں۔

جب واعظ کلامِ مقدس کی کوئی آیت منتخب کر چکتا ہے تو اس کی مشکل کا آغاز ہوتا ہے۔ خدا کے کلام کو کلیسیا کے سامنے پیش کرنے سے پیشتر دعا جانفشانی اور موزوں اور مؤثر اندازِ بیان کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ مؤثر وعظ کی تیاری میں بہت زیادہ وقت اور سوچ بچار درکار ہے۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ مسیحی دنیا کے ایک مشہور و معروف پادری ایف۔ بی میئر اپنی کتاب (EXPOSITORY PREACHING) میں رقمطراز ہیں کہ "تفسیری وعظ کلامِ پاک کے کسی حصہ یا کتاب کی ایسی مسلسل تشریح ہے جس کی تیاری میں واعظ نے بڑے غور و فکر سے کام لیا ہے۔ وہ دل و دماغ کی اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لایا ہے۔ اس نے ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملے کو اپنے وعظ

میں اِس طرح ہونے کی کوشش کی ہے کہ کلیسیا محسوس کرے کہ گویا یہ ہمارے دل کی بات ہے۔ وعظ کی پُرتاثیر باتیں کلیسیا کے رگ و پے میں سما جاتی ہیں لیکن یہ صرف اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے، جب واعظ نے اپنے پیغام کی تیاری میں دُعا کی ہو۔ اُس نے خونِ جگر سے اپنے خیالات کی آبیاری میں کسر نہ اُٹھا رکھی ہو۔ اُس کے اندازِ تخاطب میں سوز و گداز اور باتوں میں شیرینی ہونی چاہیئے۔ دُعا اور سچائی کی جستجو سے کلام کے گہرے بھیدوں پر سے پردہ اُٹھتا ہے۔ کلامِ پاک کی رُوح واعظ کی رُوح سے ہمکنار ہوتی ہے۔" یہ خیال نہ کریں کہ تفسیری وعظ میں ہی مندرجہ بالا شرائط پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے بلکہ ہر وعظ کی تیاری میں ان باتوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔

ہر وعظ کے تین حصے ہوتے ہیں (۱) دیباچہ (۲) نفسِ مضمون اور (۳) نتیجہ ان حصّوں کو بالترتیب پیش کیا جاتا ہے، لیکن نفسِ مضمون کی تیاری سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور یہ چیز سب سے پہلے نگاہ میں رہنی چاہیئے۔ لہٰذا وعظ کی تیاری کے لئے چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

۱:- وعظ کی تیاری کا آغاز دُعا سے ہوتا ہے۔ رُوح القدس جو کلام کے تمام مخفی بھیدوں کو آشکارا کرنے والا اور قوّت بخشنے والا ہے، اُس کی معموری کے لئے دُعا کرنا لازمی ہے۔ سند کی آیت کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کلید الکتاب اور دُوسری امدادی کتب میں بائبل مُقدس کے اہم مضمون حوالہ جات کی تفصیل دی ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک ہی مضمون کے مختلف حوالہ جات کو کلامِ پاک سے مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ سند کی آیت کے چند الفاظ قدرے تشریح طلب

ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُن کا حل ضروری ہے۔ الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ کلام پاک کے علاوہ دوسری کتابوں یا رسالوں جن میں وعظ کے مضمون پر روشنی پڑتی ہو کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ کتابیں پڑھنے سے علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ وعظ کو مؤثر اور زندگی بخش بنانے کے لئے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے۔ غرض جس طرح ممکن ہو اور جہاں سے اپنے مضمون کے لئے مواد مل سکے اِس سے گریز نہ کریں۔

۲:۔ سند کی آیت کا ایک مرکزی خیال یا مضمون ہوتا ہے۔ جس نے سند کی آیت میں مضمون کو پا لیا اُس نے گویا سب کچھ پا لیا۔ ڈاکٹر۔ آر۔ اے۔ ٹوری عالم مسیحیت کی ایک ممتاز شخصیت تھے وُہ فرماتے ہیں کہ "مَیں یہ نہیں کہتا کہ اپنے وعظ کو مختلف حصّوں میں تقسیم کرو بلکہ اِن حصّوں کو دریافت کرو۔" وعظ کے مختلف پہلو اور حصّے اسی آیت میں ہُوا کرتے ہیں لیکن انہیں ڈھونڈ نکالنا واعظ کا کام ہے۔

آیت کے مرکزی خیال اور تعلیم کو دریافت کرنے کے لئے گرامر سے بہت مدد ملتی ہے۔ مرکزی خیال تک رسائی بڑی اہم چیز ہے۔ اِس کے بغیر یُونہی ٹامک ٹوئیاں مارنا لا حاصل ہے۔ اب اِسی سے کئی قسم کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کیوں؟ کس طرح؟ کہاں؟ اور کس لئے وغیرہ وغیرہ۔ اِن تمام سوالوں کے جواب آیت میں ہی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ضرورت فقط غور و فکر کی ہے۔ وعظ کی تیاری کے دوران تمام باتوں کو لکھتے جائیے۔ رفتہ رفتہ وعظ کے لئے ایک خُوبصورت خاکہ تیار ہو جائے گا۔

۳:۔ اب واعظ کے پاس ایک اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اب موزوں، سود مند

اور برمحل باتوں کا بڑی احتیاط سے انتخاب لازمی ہے۔ وہ باتیں جو وعظ کا اہم جزو ہیں اُنہیں رکھ لیجئے اور باقی ماندہ کو چھوڑ دیجئے۔ کسی نے کہا ہے کہ انتخاب کرنا ہی سب سے ضروری بات ہے لیکن کئی واعظین حضرات انتخاب میں ضروری احتیاط نہیں کرتے۔ وہ بعض اوقات غیر مستند اور غیر مصدقہ باتیں بھی اپنے وعظ میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی کتاب یا رسالے میں درج ہو وہ وعظ میں پیش کی جا سکتی ہے۔ اچھا اُستاد وہ ہے جو ہزاروں باتوں میں سے صرف اہم اور مفید باتوں کو منتخب کرنے کی اہلیّت رکھتا ہے لیکن یہ نہ سمجھے کہ چونکہ آپ نے بے شمار باتوں میں سے صرف چند ایک کو پیش کیا ہے لہٰذا ساری محنت اکارت گئی۔ وہ باتیں اب بھی مفید ہیں فرق صرف یہ ہے کہ آپ کے وعظ میں اُن کی گنجائش اور ضرورت نہ تھی۔ اُن کی شیرینی اور لطافت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جس طرح سارنگی یا دلربا کی تاروں کو جب فنکار چھیڑتا ہے تو کئی باریک تاروں کو وہ قطعاً نہیں چھیڑتا۔ لیکن موٹی اور باریک دونوں تاروں کے حسین امتزاج سے ایسا نغمہ پھوٹتا ہے جو روح میں اُتر جاتا ہے۔ سارنگی کی سحر آفریں سُروں میں ان مہین تاروں کا اپنا ایک مقام ہے۔ اُن کا تھرکنا نغمے کی جان ہے۔ دراصل موٹی اور باریک تاروں کی ہم آہنگی کا نام ہی سُر سنگیت ہے۔

وقت کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ وعظ تیار کرتے وقت یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ اس میں کتنا وقت صرف ہوگا، اور جب وقت کا تعیّن ہو گیا تو اس کے مطابق وعظ کی باتوں کا انتخاب اور اُن کی ترتیب و تدوین کریں۔ طویل اور [illegible] وعظ سے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بیس یا پچیس منٹ میں اپنے

وعظ کو ختم کیجئے۔ لمبے لمبے وعظ بوریت پیدا کرتے ہیں۔ مختصر وعظ کے لئے زیادہ تیاری کی ضرورت ہے۔ ایک مشہور واعظ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر مجھے صرف پانچ منٹ وعظ کرنا ہے تو ایک ہفتہ کی تیاری کی ضرورت ہے اور اگر ایک دو گھنٹوں کی بات ہو تو مجھے تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ وعظ ہمیشہ کلیسیا کی استعداد کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اگر وعظ کلیسیا کی سمجھ میں نہ آسکے تو وقت ضائع ہوا۔

۴ : وعظ کی باتوں کو سلسلہ وار ترتیب دینا ضروری ہے۔ بے ہنگم اور بے ربط وعظ سے پریشانی ہوتی ہے۔ جب سلسلہ وار کسی منطقی اصول کے مطابق وعظ کو ترتیب وار پیش کیا جائے تو سامعین تمام باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ کباڑ خانے اور سلیقہ سے سجائی ہوئی دوکان میں بس ترتیب اور قرینے کا فرق ہوتا ہے۔ بکھری ہوئی چیزیں تسکینِ روح کا باعث نہیں بنتیں۔ وعظ کی تمام باتیں مضمون کے مطابق ایک سلسلہ میں ترتیب وار منسلک ہوں۔ اگر وعظ میں ترتیب اور قرینہ ہے تو نتیجہ اخذ کرنا بڑا آسان ہوتا ہے۔ ایک بات سے دوسری بات نکلتی ہے اور یہی اچھے وعظ کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ سند کی آیت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر لینا بڑا ضروری کام ہے کیونکہ وعظ کی ساری باتیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔

۵ : اب وعظ کی خاص مرکزی تعلیم کو منتخب کر کے اس پہ زور دیجئے عموماً ایسی سچائی ضرور ہوگی جو بہت زیادہ نمایاں ہے اُسے نتیجہ کے طور پر پیش کرنا چاہیئے۔ دوران وعظ آپ کی باتیں مدلل اور سلسلہ وار مضمون کو ثابت کرتی چلی جاتی ہیں لیکن وعظ کا لب لباب نتیجہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ حصہ بہت ہی اہم ہے۔ نوجوان مناّدوں اور پاسبانوں کو میں مشورہ دوں گا کہ نفسِ مضمون میں اگر کوئی بات رہ جائے تو رہ جائے لیکن نتیجہ

ضرور پیش کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر وعظ کی کیا حیثیت ہے۔ بشارت کا مقصد وجہ کسی سچائی کو پیش کر کے نتیجہ اخذ کرنا ہے لیکن اگر یہ پہلو نظر انداز ہُوا تو آپ کی تغافل شعاری سے ساری محنت بے فائدہ گئی۔ وعظ کا یہ حصّہ چونکہ زیادہ اہم ہے لہٰذا اِس پر سب سے زیادہ زور دینا چاہیے اور اس کی تیاری میں بڑی چابکدستی اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔

برطانیہ کے دارالامرا میں آنجہانی ملکہ کیرولین کا مقدمہ پیش تھا۔ ملکہ کے خلاف زور دار تقریریں کی جا رہی تھیں۔ ملکہ کی صفائی پیش کرتے ہُوئے لارڈ بروہیم نے زورِ خطابت اور طرزِ استدلال سے مخالفین سے اپنا لوہا منوا لیا۔ کہا جاتا ہے کہ لارڈ موصوف نے اپنی تقریر کے نتیجہ کو کم از کم بیس مرتبہ لکھ کر تیار کیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں لارڈ وارن ہیسٹنگز کا نام محتاجِ تعارف نہیں۔ گورنر جنرل کی حیثیت سے اُس سے کچھ ایسی زیادتیاں ہوئیں جن کی وجہ سے ولایت کے دارالعوام میں اُس پر مقدمہ چلایا گیا۔ ایوان میں اُس کے مخالف برک اور شیریڈن تھے۔ برک بڑا ہی شعلہ نوا مقرر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وُہ وارن ہیسٹنگز کے ظلم و ستم کو ایوان کے سامنے پیش کیا کرتا تو اس کے اندازِ بیان سے ایوان میں سناٹا چھا جاتا اور کئی خواتین بے ہوش ہو جایا کرتی تھیں، لیکن اِس نے اپنی مشہور تقریر کے نتیجہ کو سولہ مرتبہ بار بار لکھا تھا۔ ہر بار وُہ اس کی کانٹ چھانٹ کرتا تھا تب کہیں جا کر وہ کامیاب ہُوا۔ غرض نوجوان پاسبانوں پر مَیں واضح کیا چاہتا ہُوں کہ آپ اپنے وعظ کے اِس ضروری حصّہ پر زیادہ توجہ دیں۔ آخر آپ کے وعظ کی یہی منزل ہے اور وُہ سچائی جس سے آپ کی اپنی ذات کو فائدہ پہنچا ہے، آپ اِس کو مؤثر طریقہ سے کلیسیا کے سامنے پیش کر سکیں گے۔

۶: جب آپ وعظ کی تیاری سے فارغ ہو چکیں تو اُسے پیش کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ موزوں انداز کیا ہوگا۔ اب اپنے مضمون کو پیش کرنا گویا دیباچہ یا حرفِ آغاز ہے۔ دیباچہ سب سے آخر میں تیار کریں۔ جب آپ دعوت کا اہتمام فرماتے ہیں تو ترتیب و سلیقہ سے دسترخوان چُنتے ہیں اور جب تمام مہمان تشریف لے آتے ہیں تو آپ دروازہ کھول کر معزز مہمانوں کو اندر لاتے ہیں تاکہ وہ ماحضر تناول فرمائیں۔ یہی حال دیباچے کا ہے۔ اِسی سے مضمون یا وعظ کی ابتدا کی جاتی ہے۔ کلیسیا کے شرکاء کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی غرض سے حرفِ آغاز کو بڑی ہُنرمندی اور سلیقہ سے پیش کریں تاکہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر آپ کی باتوں کو سُنیں۔ اگر ابتدا درست ہے تو اختتام بھی درست ہوگا۔ لہٰذا دیباچہ دلچسپ، مختصر اور برجستہ ہو تاکہ اوّل تا آخر سُننے والوں میں نتیجہ تک پہنچنے میں ایک لگن اور تڑپ ہو۔ دقیانوسی طرز کا لمبا چوڑا بھدّا سا اور غیر دلچسپ دیباچہ اُکتاہٹ پیدا کرتا ہے۔ ایک ماہر واعظ دیباچہ کے ذریعہ سامعین کو نتیجہ تک پہنچنے میں راہنمائی کرتا ہے۔ اگرچہ دیباچہ سب سے بعد میں تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن اِسے وعظ کے ابتدا میں پیش کرتے ہیں۔

راقم الحروف خُدام الدین کو بار بار تاکید کرتا ہے کہ کلام کو بغیر تیاری، بے پروائی یا ادھورے پن سے پیش نہ کریں۔ تیاری کے بغیر کلام اللہ کو پیش کرنا اپنی خدمت کی عظمت سے چشم پوشی کرنا ہے۔ دراصل خُدا کا کلام رُوحوں کو جیتنے کی غرض سے پیش کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ مقصد بہت ہی بلند ہے اس لئے اسے حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت اور جگرکاوی کی ضرورت ہے۔ دُعا اور تیاری کے ذریعہ ہی

اِس مقصد میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ اچھے وعظ کی بدولت کلیسیا کی رُوحانی ترقی ہوگی اور آپ اپنی خدمت میں کامیاب ہوں گے۔

وعظ کی تیاّری کا ایک نمونہ

ذیل میں وعظ کی تیاّری کا ایک نمونہ درج کیا جاتا ہے

ابتدائیہ :- وعظ کی سند کی آیت

دروازہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا اور اندر باہر آیا جایا کرے گا اور چارا پائے گا۔ (یُوحنّا ۱۰: ۹)

۱- تیاّری میں پہلا قدم مُطالعہ

اِس آیت کے ساتھ یُوحنّا دسواں باب اور تیئیسواں زبور کا مطالعہ کریں۔ متی ۲۵ : ۱۰)۔ اعمال ۱۴ : ۲۷ ، ۱- کرنتھیوں ۱۶ : ۹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ سے مراد وسیلہ بھی ہے۔ خُداوند یسُوع مسیح ایسا وسیلہ ہے جس کے بغیر ہم باپ کے پاس پہنچ نہیں سکتے وہی دروازہ ہے۔ سند کی آیت میں دروازے کو بھیڑ سالہ کے تعلق سے استعمال کیا گیا ہے۔

"اندر باہر آیا جایا کرے گا۔" یعنی وہ اِس گھر کا ممبر قرار دیا جائے گا۔ اُسے آنے جانے کی آزادی ہوگی۔ "چارا پائے گا۔" اصل زبان اور انگریزی ترجمہ میں "چارا" کی

بجائے "چراگاہ" کا لفظ آیا ہے۔ اِس سے معنی اور زیادہ وسیع ہو جاتے ہیں، یعنی کثرت سے "چارا" اور پانی میسر ہوگا۔

۲ - دُوسرا قدم

آیت کی مرکزی بات "مسیح دروازہ" ہے۔ اب "دروازہ" کے تعلق سے باقی باتیں ڈھونڈیں۔

ا : دروازہ ہونے کا دعوےٰ کرنے والا کون ہے؟ خُداوند مسیح خود "دروازہ" ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ "دروازہ مَیں ہُوں"۔

ب : یہ دروازہ کس کے لئے ہے۔ "جو کوئی" کوئی حد یا شرط نہیں۔

ج : دروازے کا مقصد۔ "داخل ہونے کے لئے"۔

د : جب کوئی اِس دروازہ سے داخل ہوگا تو اُسے کیا حاصل ہوگا "نجات پائے گا۔ اندر باہر آیا جایا کرے گا اور چارا (چراگاہ) پائے گا"۔ (۱۰-آیت)

ر : دروازہ سے داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اِس سے ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے۔ نجات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

س : اسی دروازہ سے داخل ہونا کیوں ضروری ہے۔ کیونکہ فقط وہی ایک دروازہ ہے۔ اسی قسم کے کئی سوالوں کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

۳ - تیسرا قدم

مندرجہ بالا جمع کی ہُوئی باتوں میں سے اب وُہ باتیں منتخب کیجئے جن کا

مضمون سے تعلق ہے۔ مضمون۔ مسیح دروازہ ہے اس کے تحت

۱: وہ ہر ایک کے لئے ہے جو داخل ہوتا ہے۔

۲: دروازہ میں داخل ہونے سے نجات، آزادی اور چارا حاصل ہوتا ہے۔

۳: اس کے علاوہ کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔

۴ - چوتھا قدم

اب اپنی تمام باتوں کو ترتیب دیجیئے۔ ہمارے مضمون کے مطابق تیسری بات پہلے نمبر پر آئے گی کیونکہ اس میں خُداوند مسیح کا بے مثال دعویٰ ہے۔ دوسری بات آخر میں آئے گی کیونکہ اس میں ربنا المسیح کی تعلیم اور نتیجہ شامل ہے۔ اس طرح آپ کے وعظ کی تقسیم یوں ہوگی۔

مضمون۔ خداوند مسیح دروازہ ہے۔

(۱) فقط وہی دروازہ ہے (۲) ہر ایک کے لئے جو داخل ہوتا ہے۔ (۳) داخل ہونے سے "نجات" "آزادی" اور "چارا" ملتا ہے۔

اب اِن باتوں کی تشریح کرتے وقت اُن باتوں کو جو دوسرے قدم میں درج ہیں پیش کریں۔ سند کی آیت کی تشریح اور ثبوت میں یہ ساری باتیں آئیں گی۔

۵ - پانچواں قدم

آپ نتیجہ کے لئے کسی خاص تعلیم کو منتخب کرلیں۔ خُداوند مسیح اکیلا "دروازہ" ہے۔ ابدی نجات، آزادی اور کثرت کی زندگی کے لئے اِس میں داخل ہونا چاہیئے۔

شاید اس موقع پر آپ یہ بھی کہہ سکیں کہ یہ دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا نہ رہے گا۔ داخل ہونے کا یہی وقت ہے۔ ابھی داخل ہوں۔ خداوند مسیح ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے۔

۶- دیباچہ

دروازہ گھر میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ دُوراندیش اور بیدار مغز لوگ کھلے دروازہ کی تلاش میں رہتے ہیں۔ کوئی دولت کے لئے، اختیار اور علم کے لئے یعنی موقع کی تلاش کی جاتی ہے۔ ہمارے وعظ کی سند کی آیت میں دروازے کا ذکر ہے۔ دیکھیں یہ دروازہ کہاں لے جاتا ہے۔

باب سوم

عبادت گاہ میں پاسبان کی خدمت

ہم نے گذشتہ ابواب میں پاسبان کی شخصی دینداری، اور اُس کی اپنی زندگی میں پاسبانی خدمت پر غور کیا ہے۔ اب اُس کی مخصوص خدمت یعنی عبادت میں راہنمائی کے متعلق غور کریں گے۔ اس سے بیشتر وہ اپنی خانگی زندگی اور ضروریات کو فراہم کرنے میں مشغول نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ دُعا کرنے اور مطالعہ میں بھی اپنا وقت گزارتا ہے۔ عبادت میں راہنمائی اُس کا وہ اہم فرض ہے جب وہ منصبی

خدمت کی ادائیگی میں جماعت یا کلیسیا کے سامنے پلپٹ پر جاتا اور کلام کی منادی کرتا ہے۔

فصل ۱

منادی کرنا اور کلام سُنانا

پاسبان انجیل کا خادم ہے۔ لہٰذا اُس کا سب سے اہم اور افضل کام انجیل کی منادی کرنا ہے۔ کلام سُنانے کی غرض سے خُدا کی طرف سے اُس کی بلاہٹ ہوئی ہے، اور خاص اسی خدمت کو سرانجام دینے کے لئے اُس کا تقرر ہُوا ہے۔ پس لازم ہے کہ پاسبان انجیل کی منادی کرنا اپنی خدمت کا سب سے اہم حصّہ سمجھے، اور چونکہ یہ فریضہ نہ صرف اہم ہے بلکہ مُقدّس بھی ہے ۔ لہٰذا اِس کے لئے بہت زیادہ تیاری اور محنت کی ضرورت ہے۔ پاسبان یہ محسوس کرے کہ اُسے بڑی اہم ذمہ داری تفویض ہُوئی ہے اور خُدا نے اُسے توفیق دی ہے کہ وہ اُس کا کلام لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ پاسبان خُدا کا ایلچی ہے۔ وہ صلح اور نجات ابدی کی خوشخبری کا پیغام لے کر لوگوں کے پاس آتا ہے۔ یہ خدمت کتنی افضل اور قابلِ افتخار ہے کہ خُدا نے اُسے اس مقدّس خدمت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ جس وقت پاسبان عبادت میں کلیسیا کی راہنمائی کرتا، انہیں خُدا کے پاک ترین حضور میں لے جاتا اور خُدا کا پیغام سناتا ہے۔ تو یہ تمام اقدام بڑے سنجیدہ ہیں۔ ہفتہ بھر پاسبان اپنی جماعت کے

لوگوں سے مختلف مسائل پر گفتگو کرتا رہا ہے۔ وہ اُن کی ضروریات اور شخصی مشکلات سے واقف ہوا ہے۔ اُس نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ہفتہ بھر اپنا کام کیا ہے اور اب اِس عبادت میں اُس کی ساری محنت اور محبت کا اثر اور نتیجہ اُس کے وعظ میں ظاہر ہوگا۔

اب سوال لازم آتا ہے کہ پاسبان کِس بات کی منادی کرے۔ وہ کلامِ مقدّس کا خادم مقرر ہُوا ہے۔ لہٰذا اُس کا فرض ہے کہ وہ کلام اور صرف خالص کلام کی منادی کرے۔ خُدا کے کلام میں وہ پیغام موجود ہے جس کی اسے منادی کرنا اور لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ کلام خُدا میں خُدا کی مرضی موجود ہے اور پاسبان کو کلیسیا کے سامنے خُدا کی مرضی ظاہر کرنا ہے۔ لوگوں کو سچائی اور زندگی کی ضرورت ہے اور اِن چیزوں کا مصدر اور مرکز خُدا کا کلام ہے۔

کلام خُدا نجات کے لئے خُدا کی طرف سے مقرّرہ شدہ وسیلہ ہے۔ کتابِ مقدّس میں کلام کو تلوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ تلوار پاسبان کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن دیکھنا ہے کہ وہ اِس تلوار کو کس طرح سے استعمال کرتا ہے۔ دِلوں کی تسخیر سب سے بڑا مقصد ہے اور اِس تلوار سے اگر یہ گوہر مقصود حاصل ہُوا تو پاسبان کی منادی کا حق ادا ہوگیا۔ جب خادم الدین خالص کلام پیش کرتا ہے تو وہ اختیار کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ کلیسیا اُس کی پُرتاثیر باتوں کو دل کے کانوں سے سُنتی ہے اور لوگوں کے دِلوں میں ایک نیا جوش اور تازہ ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی تعلیم کو سُن کر کلیسیا نہایت فرمانبرداری سے کلامِ خُدا پر عمل پیرا ہوتی ہے۔ لیکن اگر کلام میں کسی طرح کی کوئی آمیزش ہو اور خُدا کی آواز نہ ہو بلکہ انسان کی آواز ہو تو وہ کلام

اختیار کے ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ وقت کے ضیاع کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

کلامِ خدا کو خالص دُودھ بھی کہا گیا ہے۔ پاسبان کے پیش کرنے کا انداز ایسا موزوں اور دلچسپ ہو کہ لوگوں میں خالص روحانی دُودھ کی تڑپ پیدا ہو۔ وہ کلام کے مشتاق ہوں اور دل و جان سے اُس سے محبت کریں۔ زمانۂ حال میں انواع و اقسام کا لٹریچر موجود ہے۔ بازار میں سستی اور مخرب الاخلاق کتابوں کی کوئی کمی نہیں لہٰذا کلامِ خُدا سے محبت پیدا کرنے کے لئے از بس ضروری ہے کہ لوگوں میں اس کی محبت پیدا کی جائے۔ نئی نئی بدعتی تعلیم ایسے خوبصورت سلیقہ سے پیش کی جاتی ہے کہ ناپختہ ذہن اُس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس خطرہ سے کلیسیا کو بچانے کی غرض سے کلامِ خُدا کی منادی پُرتاثیر طور پر کرنا نہایت ضروری ہے۔

جب پاسبان کلیسیا کے سامنے خالص کلام پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو قدرتی طور پر وہ کلام کے عظیم اور اہم مضمون خُداوند یسوع مسیح کو ہی پیش کرے گا۔ خُداوند یسوع مسیح اُس کی منادی کا منتہائے مقصود ہے۔ اُس کی منادی کا یہی محور اور مرکز ہے، پاسبان کے وعظ کی ترتیب اور اندازِ بیان سب اسی محور کے گرد گھومتے ہیں کیونکہ وہی کلام کا مرکز ہے۔ خُداوند مسیح نے فرمایا "نوشتوں میں ڈھونڈو وہ میری ہی بابت گواہی دیتے ہیں۔" تمام ندی نالے اور دریا سمندر کی طرف رواں دواں ہیں۔ یہی حال وعظ کا ہے۔ کلامِ خُدا اور پاک نوشتوں کی تعلیم کا مرکز خُداوند یسوع مسیح ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری بات پیش کی جائے

تو وُہ بالکل بے معنی اور فضول ہوگی اور کلیسیا کی رُوحانی ترقی کا باعث نہ بن سکے گی۔

ایک ہی مضمون کو بار بار بذریعہ منادی پیش کرنا اُکتاہٹ اور بوریت کا باعث بنتا ہے۔ انسان کی طبیعت تنوّع پسند ہے۔ اگر ہر روز ایک ہی طرح کی غذا کھائی جائے تو جی اُچاٹ ہو جاتا اور کھانے کی طرف طبیعت راغب نہیں ہوتی۔ یہی حال روحانی خوراک کا ہے۔ پس لازم ہے کہ پاسبان سال بھر کے لئے اپنا پروگرام مرتب کرے۔ مسیحی تہواروں اور دُوسری تقاریب کا خاص خیال رکھا جائے۔ کلام اللہ کی صداقتیں، تعلیم اور مسیحی دین کے عقائد اس پروگرام میں شامل ہوں تاکہ وعظ میں سب باتیں پیش کی جاسکیں۔ پروگرام مرتب کرنے میں یہ فائدہ ہوگا کہ پاسبان وعظ کی تیاری کر سکے گا، کیونکہ اُس کے پاس کافی وقت ہوگا۔ رٹی پٹی باتیں بار بار پیش کرنے سے منادی میں نہ تو دلچسپی برقرار رہتی ہے اور نہ سامعین مستفید ہوتے ہیں۔ لکیر کا فقیر بننا کوئی مستحسن بات نہیں ہے۔ اِس آزمائش سے بچنا لازمی امر ہے۔

فصل ۲

منادی کرنے کا طریقہ

خادم الدین کا اہم فریضہ کلام کی منادی ہے۔ لیکن منادی صرف اُسی صورت میں مفید اور بارآور ہو سکتی ہے، جب اُسے پیش کرنے کا طریقہ مؤثر، دلکش اور انداز بیان خوبصورت ہو۔ حُسنِ سلیقہ منادی کا اہم جُزو ہے۔ بے ربط اور بے مزہ

طرزِ تخاطب سے کلیسیا کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا جا سکتا۔ کھانا خواہ کتنا ہی لذیذ اور غذائی اجزا سے بھرپور کیوں نہ ہو اگر اُسے مناسب طریقہ سے دسترخوان پر چُنا نہ جائے اور کھانے کے برتن صاف ستھرے اور خوبصورت نہ ہوں تو ضیافت کا سارا مزہ جاتا رہتا ہے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں جس اہتمام اور انداز سے گاہکوں کی آؤ بھگت اور خدمت کی جاتی ہے اُسی میں ہوٹل کی انتظامیہ کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ صاف ستھرے چوکس و چوبند خانساماں اور بیرے گاہکوں کا دل موہ لیتے ہیں۔ یہی حال پاسبان کا ہے۔ اگر کلام کو سنجیدہ اور خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے تو وہ مؤثر ہوگا، اور سُننے والوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرے گا لہٰذا یہ ضروری ہے کہ:

۱: کلام کی تیاری اور پیشکش میں بڑی سنجیدگی ملحوظِ خاطر رہے۔

۲: خادم الدین کے عہدہ کی ذمہ داری اِس امر کی متقاضی ہے کہ وہ اُن حقائق کو دیانتداری سے پیش کرے جو حقیقتاً "جُزوِ ایمان ہیں۔

۳: واعظ کا دل جوش سے معمور ہو۔ اور یہ جوش حقیقی ہو۔ سطحی اور وقتی باتوں سے گریز لازمی ہے۔

۴: منادی کا منتہائے مقصود خوابیدہ روحوں کو بیدار کرنا ہے اور یہ صرف اُسی صورت یک ممکن ہو سکتا ہے جب پاسبان کے اپنے دِل میں لگن ہو۔ وہ روحانی جوش سے سرشار ہو۔ روحوں کو خُداوند مسیح کی خاطر تسخیر کرنا، ڈوبتوں کو بچانا اور بے سہاروں کو سہارا دینا۔ گم کردہ منزل کو راہِ حق اور زندگی کا نشان بتانا اور مُردہ دِلوں میں نئی زندگی کی رُوح پھُونکنا خادم الدین کا فرضِ منصبی ہے۔ وہ ہر لحظ اور

ہر آن اِن باتوں کو مدِنظر رکھے۔

فصل ۳

عبادت سے پیشتر خادم الدین کی تیاری

اِس فصل میں اُن باتوں کا ذکر کیا جائے گا جو خادم الدین کی اپنی تیاری سے تعلق رکھتی ہیں۔ خادم الدین عبادت میں کلیسیا کا ہادی اور راہنما ہے لہٰذا ضروری ہے کہ وہ اپنے دِل اور خیالات کو اِس خدمت کے لئے تیار کرے۔ عہدِ عتیق میں سردار کاہن کی خدمت کا ذکر آتا ہے۔ جس دن سردار کاہن پاک ترین مقام میں خُدا کے حضور جاتا تھا اِس سے پیشتر وہ بڑی تیاری کرتا تھا ملاحظہ ہو۔ احبار۔ ۱۶ باب ا عبرانیوں ۹ : ۷۔ سردار کاہن سب سے پہلے اپنی خطاؤں کی قربانی گذارنا تھا۔ خون سے اُس کے پاؤں، ہاتھ اور کان پاک کئے جاتے تھے۔ اِس کے بعد وہ خُدا کے حضور قربانی گذرانتا اور دُوسروں کی سفارش کرتا تھا۔

لہٰذا پلپٹ پر کھڑا ہونے سے پیشتر پاسبان کے لئے لازم ہے کہ وہ دُعا کے ذریعہ تیاری کرے۔ وہ رُوحانی قوت کے لباس سے ملبّس ہو تاکہ کامل اطمینان اور خود اعتمادی کے ساتھ اپنی خدمت سرانجام دے۔ اُس کے دِل میں تذبذب اور پریشانی نہ ہو۔ وہ احساسِ کمتری میں مُبتلا نہ ہو۔ جہاں تک ممکن ہو عبادت سے پیشتر اُس کے دِل و دماغ کسی دُنیوی خیال سے یکسر خالی

ہوں۔ کیونکہ عبادت سے پیشتر سُنی ہوئی کوئی تلخ بات عبادت کے دوران میں اعصاب پر اثر انداز رہتی ہے اور پریشانی اور گھبراہٹ کی وجہ سے منادی کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

اب وعظ کی تیاری کے سلسلہ میں ایک اہم بات سامنے آتی ہے کیا وعظ حرف بحرف لکھ لیا جائے یا اُسے زبانی پیش کرنا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ دونوں طریقے مفید ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اِس پر منحصر ہے کہ پاسبان نے کس قسم کی تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔ مغربی کلیسیاؤں کے بعض پاسبان اپنا وعظ عموماً لکھ کر لاتے ہیں اور اُسے کلیسیا کے سامنے پڑھ کر سُنا دیتے ہیں۔ پریسبٹیرین کلیسیا میں وعظ عبادت کا حصّہ ہے لہٰذا لکھا ہوا وعظ پڑھ کر سُنا دینا کوئی مفید بات نہیں ہے۔ مسیحی دُنیا کے مشہور اور مستند واعظین اپنے وعظ کے جُستہ جُستہ اشارات کو بھی قلمبند نہیں کرتے لیکن نوجوان پاسبانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ وعظ کو پُورا لکھیں اور تمام باتوں کو ترتیب دیں اور اِس کے بعد بڑی احتیاط سے تیار کریں۔ وعظ کو لکھنا تیار کرنا، ترتیب دینا اور کئی مرتبہ اُسے پڑھنا منادی میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ ہمارے مُلک میں چند ایک مسیحی رسالے ہیں اُن میں وعظوں کے خاکے چھپتے ہیں۔ اِن سے پاسبان استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگر وعظ کو لکھ لیا جائے تو وہ اِس کے بعد بھی کام آسکتا ہے۔ لیکن اِس میں ایک احتیاط لازمی ہے کہ کہیں یہ لکھے ہوئے وعظ آپ کا ایسا سرمایہ نہ بن جائیں جسے آپ وقتاً فوقتاً استعمال کرتے رہیں اور نئے وعظ تیار کرنے، اور اُسے ترتیب دینے کی زحمت سے بچے رہیں۔ اِس سے آپ کا علم زنگ آلود ہو جائے گا اور آپ کی کلیسیا کو حسبِ ضرورت نئی روحانی خوراک

مہیا نہ ہو سکے گی۔

فصل ۴

جماعتی دُعا

عبادت کے مختلف حصّے ہیں۔ مثلاً حمد و ثنا، تلاوت، دُعا، وعظ اور ہدیہ گذراننا۔ اِن تمام حصّوں میں پاسبان راہنمائی کرتا ہے۔ ہر ایک حصّہ عبادت کا اہم جُزو ہے۔ لیکن جماعتی دُعا عبادت کا وُہ خاص حصّہ ہے۔ جس میں پاسبان جماعت کی خاص طور پر راہنمائی کرتا ہے، اور جماعتی دُعائیں پیش کرنے میں بڑی سنجیدگی اور سُوجھ بُوجھ کی ضرورت ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ پرسبیٹرین کلیسیاؤں کی بعض عبادت گاہوں میں جماعتی دُعا کے متعلق ایک بگڑی ہُوئی ناپسندیدہ ذہنیت نظر آتی ہے۔ بعض اوقات پاسبان صاحبان کچھ ایسے شرکائے کلیسیا کو دُعا مانگنے کے لئے کہتے ہیں، جن کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے یا جنہیں زیر بارِ احسان کرنا چاہتے ہیں۔ اب جماعت میں کچھ ایسے شرکا بھی ہُوا کرتے ہیں جو اپنے آپ کو اس خاص خدمت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور اُن کی توقع ہوتی ہے کہ وُہ عبادت میں دُعا کریں۔ راقم الحروف کا پاسبانی تجربہ ہے کہ کلیسیا کے کئی شرکا نے درخواست کی ہے کہ اُنہیں دُعا مانگنے کے لئے کہا جائے۔ یُوں جماعتی دُعا پاسبان کے لئے دُوسروں پر احسان جتانے اور جماعت کے بعض لوگوں کے لئے نمائش کا موقع بن جاتا ہے، اور اِس

طرح عبادت کا یہ حصہ اپنی افادیت اور اہمیت کھو دیتا ہے۔ دُعا میں خداوند کریم کی نعمتوں اور برکتوں کے لئے شکرگذاری کی جاتی اور وہ نعمتیں جن کی جماعت کو ضرورت ہے اُن کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔ اِن تمام ضروریات اور برکتوں کے متعلق پاسبان سے بہتر کون جانتا ہے۔

عبادت میں درخواستوں اور سفارشی دُعاؤں کا اہم مقام ہے۔ کلیسیا کے شرکاء اِن میں بڑی دلچسپی لیا کرتے ہیں۔ مثلاً بشارتی خدمت یا ہوم مشن کے کام کے لئے دُعا۔ صدر مملکت، اپنے مُلک کی سالمیت اور استحکام کے لئے دعا، بیماروں اور مسیحی ہسپتالوں میں شفابخش قوّت کے لئے دُعا۔ بین الاقوامی امن و سلامتی، اور رُوئے زمین کے سربراہانِ مملکت کے لئے دُعا، اقوامِ متحدہ اور اُس کے تمام اداروں مثلاً جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل، اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے لئے دُعا۔ دُعا کا دائرہ نہ صرف اپنی جماعت تک محدود ہو بلکہ اِس میں روئے زمین کے تمام لوگوں کو شامل کر لینا چاہیئے کیونکہ مسیحی دین عالمگیر ہے اور وہ نبی نوعِ انسان کی ترقّی اور فلاح و بہبود کا خواہاں ہے۔ دُنیا کا ہر ایک فرد اُس کا پڑوسی ہے اور وہ اس سے اُسی طرح پیار کرتا ہے جس طرح وہ اپنے آپ کو پیار کرتا ہے۔

عبادت کے لئے تیاری کرتے وقت پاسبان دِل میں فیصلہ کرے کہ آج وہ فلاں شریک کلیسیا کو دُعا کے لئے کہے گا۔ لیکن اگر عبادت سے پیشتر دُعا کے لئے کسی بزرگ کو کہہ دیا جائے تو وہ اپنے طور پر اِس خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے گا۔ کسی دیندار مردِ دُعا کو اِس کام کے لئے منتخب کرنے سے کلیسیا کی روحانی ترقّی ہوتی ہے اور اِس طرح جماعت کی راہنمائی ہوگی اور

کلیسیا دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی جائے گی۔ جماعتی دعا عبادت کا اہم حصہ ہے لہٰذا اس کے متعلق پاسبان اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ دعا کے الفاظ صاف اور سادہ ہوں۔ طویل دعاؤں سے پرہیز لازم ہے۔ کسی شخص کا قول ہے کہ اگر دعا مختصر، برمحل اور کلیسیا کی روحانی ضروریات کے مطابق ہوگی، تو تمام شرکا دعا کرنے والے کے ساتھ دعا کریں گے لیکن اگر دعا طویل، مبہم اور کلیسیا کی روزمرہ کی ضروریات کے مطابق نہ ہوگی تو جماعت بوریت محسوس کرے گی سرگرمی سنجیدگی اور متانت دعا کے لئے ضروری ہیں۔

باب چہارم

جماعت میں پاسبان کی شخصی خدمت

پاسبان کا سب سے بڑا کام کلام کی تعلیم اور منادی کرنا ہے لیکن یہی سب کچھ نہیں ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی طرح اپنے علاقہ میں یا گاؤں گاؤں پھر کر خلق خدا کو نجات کی خوشخبری سنانا اور اس کی فلاح و بہبود میں کوشاں رہنا پاسبان کا اہم فرض ہے۔ خدام الدین کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اس کلیسیا کی گلہ بانی کریں جسے مسیح نے اپنے خون سے خریدا ہے۔ پاسبان سنجیدگی اور ایمانداری سے

اپنے فرض کو اِسی طرح انجام دیں گویا انہیں اِس کا حساب دینا ہے۔ پاسبان اپنی جماعت کے لوگوں سے فرداً فرداً واقف ہو اور اِس طرح اُن میں دلچسپی اور محبت پیدا ہوگی۔ جب پاسبان کلیسیا کے رنج و غم، مسرت و شادمانی میں شریک ہوگا تو کلیسیا کے شرکا پاسبان کو اپنا عزیز سمجھیں گے۔ اگر کوئی پاسبان بڑا اچھا واعظ تو ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ دوسروں کے سُکھ دُکھ میں برابر کا شریک ہو تو کلیسیا میں وہ بڑا مقبول اور ہر دلعزیز ہوگا اور اِسی طرح اُس کی مؤثر خدمت خدا کا جلال ظاہر کرنے کا وسیلہ ثابت ہوگی۔ کلیسیا کی شخصی خدمت میں بہت سی باتیں شامل ہیں۔

فصل ۱

پاسبانی مُلاقات

پاسبانی شخصی خدمت میں پاسبانی ملاقات بڑی ضروری بات ہے کلیسیا کے تمام خاندانوں سے فرداً فرداً واقفیت اور اُن سے گاہے گاہے ملاقات کرنا پاسبانی خدمت کی کامیابی کا بڑا جزو ہے۔ وہ پاسبان جو کلیسیا کے شرکا کے احوال سے واقف ہوتا اور اُن کی مشکلات اور رنج و راحت میں شریک ہو کر ہر وقت ہمدردی کا اظہار کرتا اور اِن کے لئے دُعا کرتا ہے، تو اُس کی خدمت بڑی کامیاب ہوتی ہے۔ خداوند مسیح نے اپنی زمینی خدمت کے دوران بیماروں اور مصیبت زدوں پر نظرِ کرم فرمائی۔ اُس نے بیماروں، اندھوں

اور دکھیوں کے رشتہ داروں اور لواحقین سے ہمدردی دکھائی۔ اُس نے بیماروں کو چھوا اور انہیں شفا بخشی۔ لعزر کی مغموم بہنوں سے اظہار ہمدردی کرنا کتنی ایمان افزا حقیقت ہے۔ چار دن کا مرا ہوا لعزر اور اُس کا خاندان خداوند یسوع مسیح کے احسان عظیم کو کس طرح بھلا سکتا تھا۔ انجیل مقدس میں لاتعداد ایسی مثالیں موجود ہیں، جہاں خداوند یسوع مسیح نے دکھی انسانیت کی بھلائی کے لئے گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھر کر خوشخبری کا پیغام سُنایا۔ شیطان کی قید میں گرفتار اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا لوگ، خداوند مسیح کے چھونے سے شفا پا گئے۔ پہلی صدی کے رسولوں نے دُور دُور کا سفر کیا۔ اُنہوں نے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائیں لیکن نجات کا پیغام سُنانے سے کبھی تغافل نہ کیا۔ مُقدس پولُوس رسول نے افسس کی کلیسیا کے بزرگوں کو کہا کہ "جو جو باتیں تمہارے فائدہ کی تھیں اُن کے بیان کرنے اور علانیہ اور گھر گھر سُنانے سے کبھی نہ جھجکا"۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ پاسبان کے لئے پاسبانی ملاقات کئی وجوہات سے نہایت ضروری ہے۔

۱ : پاسبان اپنی کلیسیا کے لوگوں سے فرداً فرداً واقف ہو۔ وہ اُن کے رنج و راحت سے آگاہ ہو تاکہ بہتر طور پر اُن کی خدمت کر سکے۔ دُعا اور تعلیم کے ذریعہ اُن کی راہنمائی کرے اور یوں اُن کی امداد کرے۔

۲ : پاسبان اور کلیسیا کے شُرکا کے درمیان کوئی خلیج حائل نہ ہو۔ دونوں ایک دُوسرے کے مزاج اور باہمی دلچسپی کے اُمور سے واقف ہوں۔ دونوں میں گہری محبت پیدا ہو۔ ایک دُوسرے پر اعتماد اور بھروسا ہو۔ اگر فقط عبادت کے روز ہی پاسبان اور کلیسیا کے شُرکا ایک دُوسرے سے ملاقات

کریں تو اُن میں اجنبیت اور غیریت کے پردے حائل رہیں گے۔ وہ کبھی ایک دوسرے کے قریب نہ آسکیں گے۔ اور نہ ہی اُن میں ایک دوسرے کے لئے محبت اور دلچسپی کے جذبات پیدا ہوں گے۔

۳: پاسبانی ملاقات کے ذریعہ جماعت کی روحانی مشکلات اور ضروریات کا علم ہوتا ہے، اور اگر پاسبان اس میں کوتاہی کرے تو اپنی جماعت کے لوگوں کی روحانی ضروریات سے کبھی واقف نہ ہوگا اور اُس کی خدمت سودمند نہ ہوگی، کیونکہ کلیسیا کی حاجت کے مطابق اُنہیں روحانی خوراک مہیا نہ ہوگی۔

۴: اگر پاسبان اپنی کلیسیا کے لوگوں سے ملتا رہے گا تو وہ اُن کی مایوسی میں اُمید اور خدا پر بھروسہ رکھنے کی تلقین کرے گا۔ وہ لوگ جو روحانی طور پر کمزور ہیں اُن کے لئے دُعا کرے گا۔ نیک صلاح کے حاجت مند لوگوں کو نیک مشورے دے گا۔ بیمار کے پاس بیٹھ کر اُس کی بیمار پرسی کرنا اور اُس کی صحت کا ملہ کے لئے دُعا کرنے سے نہ صرف بیمار بلکہ اُس کے تمام لواحقین بھی شکر گزار اور متاثر ہوتے ہیں۔

کئی لوگ غم اور تفکرات میں گھرے ہوتے ہیں۔ پیہم ناکامیوں کی وجہ سے وہ اُداس اور افسردہ خاطر رہتے ہیں۔ اُنہیں تسلی دینا اور اُن کے لئے دُعا کرنا بڑا مفید ہوتا ہے۔ اُس طرح افسردہ دل مسرت و انبساط سے معمور ہوتے ہیں اور وہ خدا کے لُطف و کرم سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ غرض وہ پاسبان جو اپنی کلیسیا کے لوگوں سے میل محبت رکھتا ہے اُسے لوگوں کے جذبات احساسات اور ضروریات سے آگاہی رہتی ہے اور وہ حسب ضرورت اُن

کی تسلّی اور تشفّی کا باعث بنتا ہے۔

اِسس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کیا جائے کہ اِس طرح شخصی خدمت سے کلیسیا اور پاسبان کے درمیان مسیحی رفاقت کا رشتہ اُستوار ہوتا ہے۔ پاسبان کی ایسی خدمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور لوگ اُس کی عزّت کرتے ہیں۔ یُوں پاسبان کے لئے لوگوں کے دلوں میں جگہ ہوتی ہے اور وہ اُس کا نام بڑے ادب و احترام سے لیتے ہیں کیونکہ خُداوند یسوع مسیح کی یہی تعلیم ایک نمونہ ہے۔

۵ : شخصی ملاقات کے ذریعہ پاسبان اپنے حلقۂ خدمت کے لوگوں کی روحانی ضروریات سے آگاہ ہوتا اور اُسے علم ہوتا ہے کہ اُس کی کلیسیا میں کس صلاحیّت اور استعداد کے شُرکاء موجُود ہیں۔ شخصی گفتگو اور میل ملاپ کے ذریعہ کلیسیا کی روحانی خوراک کا اندازہ ہوتا ہے۔ کلیسیا کے دیندار لوگوں کے تجربہ سے وہ استفادہ کرتا ہے اور انہیں کلیسیا کی خدمت میں ہاتھ بٹانے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ لوگوں کے میل ملاپ سے پاسبان کا حلقۂ اثر اور تجربہ وسیع ہوتا جائے گا۔

۶ : شخصی ملاقات کے لئے فقط چند با اثر خاندانوں کو منتخب کرنے سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کلیسیا میں مختلف حیثیت، مراتب اور صلاحیّت کے شُرکاء ہوتے ہیں۔ پاسبان سب کا پاسبان ہے۔ وہ کلیسیا کے شُرکاء کی بلا امتیاز ادنیٰ و اعلیٰ خدمت کے لئے مقرّر ہُوا ہے۔ اُس کے نزدیک سب برابر ہیں۔ اگر ایک کو دُوسرے پر ترجیح دی جائے تو چہ میگوئیاں ہوں گی اور شکوک و

شبہات جنم لیں گے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ پاسبان اس ضمن میں بڑا محتاط رہے تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ امتیازی اور ترجیحی سلوک پاسبانی خدمت کے لئے مہلک ہے۔

پاسبانی ملاقات کے خلاف بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح وقت ضائع ہوتا ہے۔ گھر گھر پھر کر لوگوں سے ملاقات کرنے میں بے شک وقت تو صرف ہوتا ہے لیکن اسے وقت کا ضیاع شمار کرنا پرلے درجے کی زیادتی ہے۔ کلام کا مطالعہ بڑا اہم ہے لیکن لوگوں سے ملاقات کرنا کچھ کم اہم نہیں ہے مطالعہ کا وقت ایک ہے اور ملاقات کا وقت ایک۔ لوگوں سے میل ملاپ اور شخصی گفتگو کرنے سے تعلقات مستحکم ہوتے ہیں اور ایسے تعلقات کلیسیائی ترقّی کے لئے نہایت مفید بن جاتے ہیں۔

کلیسیا کے ممبر کار خداوند مسیح کا زندہ خط ہیں۔ لہٰذا پاسبان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُن کا مطالعہ کرے۔ کلام اللہ کا مطالعہ بجا اور برحق ہے لیکن کلیسیا کے لوگوں سے ملاقات میں صرف کیا ہوا وقت بہت سی غلط فہمیوں کو دُور کرتا ہے۔

جب تک پاسبان اپنے علاقے کے لوگوں کی روحانی ضروریات سے واقف نہ ہو وہ اپنی خدمت کا پروگرام کس طرح مرتب کر سکتا ہے۔ کلام کی منادی صرف اُسی صورت میں موثّر اور بارآور ہو سکتی ہے جب پاسبان کو معلوم ہو کہ کلیسیا کو کس قسم کی روحانی تعلیم اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔

بعض اوقات عبادت خانہ میں حاضری مایوس کن ہوتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور عبادت میں شامل ہونے کے زیادہ مشتاق نظر

نہیں آتے۔ اُس کی وجہ محض یہی ہے کہ پاسبان نے لوگوں کو شخصی ملاقات کے ذریعہ روحانی طور پہ بیدار نہیں کیا۔ جس طرح حرارت ناپنے کے لئے مقیاس الحرارت ہے، اُسی طرح پاسبانی ملاقات کے ذریعہ یہ معلوم ہو سکے گا کہ پاسبان کی خدمت کہاں تک موثر ثابت ہُوئی ہے یہ ضروری نہیں کہ کلیسیا کے شُرکاء بالمشافہ ملاقات میں پاسبان پر تنقید کریں۔ وُہ اپنی شُکرگزاری اور روحانی ضروریات کا اظہار کریں گے اور اِس طرح پاسبان اپنی خدمت میں کامیاب ہوگا۔

فصل ۲

پاسبانی مُلاقات کا مقصد اور طریقہ

پاسبان روحانی خدمت کے لئے مامور ہوُا ہے۔ لہٰذا اُس کی لوگوں سے ملاقات روحانی فائدہ کے لئے ہوتی ہے۔ محض رسمی طور پر میل جول سے یہ مقصد ہرگز ہرگز پُورا نہیں ہو سکے گا۔ اگر نوجوان پاسبان وقتاً فوقتاً تقاریب کا اہتمام کرتا رہے اور اُن کا مقصد محض ملاقات ہو تو یہ ایک قسم کی آزمائش ہے۔ جلسے جلوس کا انتظام کر کے کلیسیا میں بیداری اور جوشش تو پیدا کیا جا سکتا ہے، لیکن روحانی مقصد اگر پُورا نہ ہو تو سب کچھ بیکار ہے۔ دراصل پاسبان کی خدمت کا مقصد و جہد کلیسیا کی روحانی ترقی ہے اور اُسے حاصل کرنے کا ایک طریقہ پاسبانی ملاقات ہے۔

اب کئی قسم کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

۱: پاسبانی ملاقات کے لئے کونسا وقت موزوں ہے۔

۲: ملاقات کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

۳: سال بھر میں کتنی مرتبہ ہر ایک خاندان سے ملاقات کی جائے۔

پاسبانی ملاقات کے لئے سب سے زیادہ موزوں وقت وہ ہے جب خاندان کے تمام افراد گھر پہ موجود ہوں اور فارغ ہوں۔ بعض اوقات، پاسبان کسی خاندان میں اُس وقت ملاقات کے لئے جاتا ہے، جب خاندان کا سربراہ یا اہلِ خاندان کے بیشتر افراد اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں، یا پاسبان کچھ خاندانوں میں تو کئی کئی مرتبہ ملاقات کے لئے جاتا ہے۔ لیکن کئی خاندان اُس کی شخصی ملاقات سے محروم رہ جاتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں دیدہ ودانستہ فراموش کیا جا رہا ہے۔

پاسبان کے لئے لازمی ہے کہ وہ ملاقات کا کوئی لائحہ عمل تیار کرے تاکہ ترتیب وار تمام خاندانوں سے ملاقات کر سکے۔ اس غرض کے لئے جماعت کے تمام خاندانوں کی تازہ اور مستند فہرست ترتیب دی جائے۔ اور پھر تمام خاندانوں کو مختلف حلقوں میں تقسیم کر کے باری باری اُن سے ملاقات کرے۔

اب اِس سوال کا جواب باقی ہے کہ سال میں کتنی مرتبہ ہر ایک خاندان میں جا کر ملاقات کی جائے۔ اِس کا جواب جماعت کے خاندانوں کی تعداد پر منحصر ہے۔ فرض کیجئے کہ جماعت میں دو صد خاندان ہیں۔ اگر پاسبان نے ہفتہ میں چار دن شخصی ملاقات کے لئے وقف کر رکھے ہیں اور وہ ایک دن میں صرف ایک خاندان کے ہاں ملاقات کے لئے جاتا ہے تو ایک سال کے بعد اُس،

خاندان کی باری آئے گی۔ جب پاسبان اُس کے ہاں ملاقات کے لئے پھر جا سکے گا۔ ظاہر ہے کہ سال میں صرف ایک مرتبہ ایک خاندان میں جانے سے وہ مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا پاسبان کے لئے لازمی ہے کہ وہ خود ایک قابلِ عمل پروگرام مرتب کرے تاکہ شخصی ملاقات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ روحانی فیض حاصل ہوتا رہے۔

پاسبانی ملاقات دو طرح سے ہو سکتی ہے۔

۱: اتفاقیہ

۲: کسی خاندان کو مطلع کر کے۔

کسی خاندان میں بغیر اطلاع ملاقات کے لئے جانا اور مطلع کر کے جانا مستحسن بھی ہے اور اِس میں نقائص بھی ہیں۔ اگر ملاقات سے پیشتر خاندان کے سربراہ کو مطلع کر دیا جائے تو اہلِ خاندان پاسبان کی آمد کے منتظر ہوں گے اور اُنہوں نے پاسبان کے خیر مقدم کے لئے مناسب تیاری کر لی ہو گی لیکن یہ طریقہ مفید ثابت نہیں ہُوا اور اِس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہُوئے۔

پہلے سے اطلاع دے کر کسی خاندان میں ملاقات کے لئے جانے کی پرانی تجویز یہ تھی کہ پاسبان عبادت گاہ میں اعلان کر دیا کرتا کہ اِس ہفتہ فلاں فلاں حلقہ میں شخصی ملاقات اور خاندانی دُعا اور عبادت کے لئے آئے گا۔ وہ کلیسیا کے کسی بزرگ کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ جاتا تھا۔ بعض کلیسیاؤں میں یہ طریقہ اب تک رائج ہے اور اس سے مفید نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

کسی خاندان میں اچانک، اتفاقیہ اور بے وقت شخصی ملاقات کے لئے

جانے سے بڑی اُلجھن پیدا ہو سکتی ہیں۔ خاندان کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ ممکن ہے کہ اہلِ خانہ کسی گھریلو مسئلہ میں مشغول ہوں اور وہ یکسوئی سے پاسبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکیں۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اِس طرح بغیر اطلاع کسی خاندان میں شخصی ملاقات کے لئے جانے سے اُس کی روزمرّہ کی اصلی حالت کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

ہم نے اُوپر بیان کیا ہے کہ پاسبان کی شخصی ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ کلیسیا کے خاندانوں کی روحانی ترقی ہو۔ اگر پاسبان کے سامنے یہ مقصد ہو تو وُہ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہے گا اور وُہ اپنے اِس مقصد میں کامیاب ہو گا۔ اگر کسی جگہ اُسے کسی خاص وجہ کی بنا پر روحانی فائدہ پہنچانے کا موقع نہیں ملا تو اِس سے کم از کم یہ تو ہو گا کہ اُس کی ملاقات کا لوگوں پر مفید اور اچھا اثر پڑے گا۔

فصل ۳

جماعت کے بیماروں سے ملاقات

جماعت کے بیماروں سے ملاقات کا کام بظاہر بڑا آسان معلوم ہوتا ہے۔ پاسبان عموماً بیمار پرسی کے لئے جاتے اور اُن کی صحت کے لئے دُعا کرتے ہیں، لیکن بیماروں سے ملاقات کا کام اتنا آسان نہیں ہے۔ پاسبان بیمار اور تیماردار دونوں سے اظہارِ ہمدردی کرتا ہے۔ بیمار کے لئے کلّی شفا کی دُعا بھی

کرتا ہے لیکن اِس کا مقصد اِس سے زیادہ اعلیٰ تھا۔ بیمار جس نے بڑی دلیری سے بیماری کا مقابلہ کیا ہے اور اُس کے عزیز و اقارب قدرے پریشان اور ملول ہیں اُن کے لئے پاسبان کی ملاقات اگر فرشتۂ رحمت ثابت ہو تو یہ مقصد پورا ہو گیا۔ بیمار رُوحانی تقویت، حوصلہ افزائی اور دلجوئی کا محتاج ہے۔ اُس کے لئے پاسبان کے مُنہ سے نکلے ہوئے ہمدردی کے چند کلمات آبِ حیات کا اثر رکھتے ہیں۔ خدا کے مُقدس کلام کی تلاوت اور دُعا سے اُمید کی شمع روشن ہو جاتی ہے۔ بیمار اور تیماردار دونوں کا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات پاسبان کی خدمت کے دوران ایسے بے شمار مواقع آتے ہیں، جب اُسے قریب المرگ بیماروں کے لئے بلایا جاتا ہے۔ وہ شخص جس کی زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہو اور چاروں طرف مایوسی پھیلی ہوئی ہو اِس کٹھن وقت میں پاسبان بیمار کو ابدی خُوشی کا پیغام دے سکتا ہے کیونکہ جب دم واپسیں برسرِ راہ ہو تو آسمانی باپ کی قُربت اور آسمانی مقاموں کی ابدی راحت کی یاد دِلانا سب سے بڑی خدمت ہے۔ موت کے سایہ کی وادی میں سے گزرتے وقت وُہ اپنی آنکھ آسمانی خوشیوں پر رکھے گا۔ وُہ خدائے قُدوس پر بھروسا رکھے گا، جو موت و حیات پر قادر ہے۔ جس کی "چھڑی اور لاٹھی" تسلی کا باعث ہو گی۔ ممکن ہے کہ اِس مختصر سے وقت میں وُہ کسی ڈوبتی ہُوئی رُوح کو بچانے کا باعث بن جائے۔ خُداوند یسوع مسیح نے صلیب پر جانکنی کے وقت چور کو فردوس کا وارث بنا دیا۔

لیکن بیماروں سے ملاقات کرتے وقت بڑی تحمل مزاجی، نرمی اور ایمان افزا

رویہ اختیار کرنا لازمی ہے۔ پاسبان کسی طرح سے یہ ظاہر نہ ہونے دے کہ وُہ محض اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی کے لئے آیا ہے اور بس۔ بیمار کے لئے ہمدردی کی ضرورت ہے۔ یہ رُوحانی خدمت ہے۔ بیماری کی وجہ سے مریض کا مزاج قدرے چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس کا دِل نرم بھی ہوتا ہے۔ اگر پاسبان نے محبت اور پیار سے اِس خدمت کو سرانجام دیا تو اس کی ملاقات مفید ہو گی۔ بیمار کے لئے ایمان کے ساتھ دُعا کرنے سے بیمار کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ وُہ ایمان رکھتا ہے کہ مُردوں کو جلانے والا اور طرح طرح کے بیماروں کو شفا بخشنے والا خُداوند اُسے بھی شفا دے گا۔ خُداوند دُعا سُنتا اور جواب دیتا ہے۔

علاوہ ازیں اگر پاسبان بیماری کے متعلق تھوڑا بہت جانتا ہو تو وُہ تیماردارں اور بیمار کی قدرے راہنمائی کر سکے گا۔ بعض لوگ غریب اور بے علم ہوتے ہیں۔ جہالت کی وجہ سے ٹُونے ٹوٹکوں پہ ایمان رکھنے والے لوگ انہیں گمراہ کرنے کی بھی کوشش کر سکتے ہیں، لیکن پاسبان کا اپنا تجربہ اور مسیحی ایمان افروز باتیں بیمار اور تیمارداروں کو راہِ راست سے اِدھر اُدھر نہیں جانے دیں گی۔ پاسبان کا مشورہ اور مفید صلاح اُن کی بڑی امداد کریں گے۔

غمزدہ لوگوں کو تسلی دینا بھی پاسبان کے فرض میں شامل ہے۔ کلیسیا میں اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے جب لوگوں کے عزیز اُن سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ جاتے ہیں۔ اِس صُورت میں دُکھیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا پسماندگان کے لئے صبرِ جمیل کی دُعا کرنا کلیسیا کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور وُہ موت کو محض عارضی جدائی سمجھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ اُن کا اصلی گھر آسمان میں ہے ایسے

موقعوں پر خدا کا کلام تسلّی کا باعث ہوتا ہے۔

کلیسیا میں عمر رسیدہ اور معذور افراد بھی ہوا کرتے ہیں۔ وہ بھی تسلّی کے مستحق ہیں۔ پاسبان ایسے افراد سے بھی ملاقات کیا کرے اور اُنہیں یاد دلائے کہ وہ خدا کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہوں۔ لیکن بعض اوقات پاسبان کام کی زیادتی کی وجہ سے اتنے مصروف ہوتے ہیں کہ وہ ضعیف افراد سے ملاقات نہیں کر سکتے۔ عمر رسیدہ افراد کے لئے دُعا کرنا اور اُنہیں نجات کی خوشخبری سُنانا بڑا ہی اہم ہے۔ بزرگوں کے تجربہ سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ بزرگ افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور اُنہیں خوشی کا پیغام دینا بہت بڑی خدمت ہے۔ اس عمر کے لوگوں کے قوا مضمحل اور وہ دُنیوی کاروبار سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اِس وقت اُنہیں دُعا اور توبہ کی تلقین کرنا بڑا مفید ہوتا ہے۔ پاسبان عمر رسیدہ لوگوں کو سفارشی دُعا کرنے کی طرف راغب کرے کیونکہ یہ اعلیٰ روحانی خدمت ہے۔

وہ عمر رسیدہ افراد جن کی جوانی لہو و لعب میں گزری ہے اور اُنہیں روحانی زندگی کا کوئی تجربہ نہیں اُن سے ملاقات میں بڑی نرمی اور مسیحی طبیعت کی ضرورت ہے۔ اگر ایسے لوگوں سے پیار اور محبت سے پیش نہ آئیں تو وہ زندگی کے پیغام کو بڑا تلخ محسوس کرتے ہیں لہٰذا اُنہیں خداوند مسیح کے پاس لانے میں بڑی سمجھ بُوجھ سے کام لینا چاہیئے۔

فصل ۱۳

گم گشتہ اور راسخ الاعتقاد لوگوں سے ملاقات

کلیسیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہُوا کرتے ہیں۔ جنہیں مسیحی رفاقت سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اُن کی روزمرّہ کی زندگی مسیحی محبّت سے خالی اور بے نُور ہوتی ہے یہی لوگ ہیں جنہیں گم گشتہ کہا جا سکتا ہے۔ ایسے بگڑے ہُوئے افراد کلیسیا کی ترقی میں حائل ہوتے ہیں اور بعض اوقات پاسبان اُنہیں عضوِ معطّل سمجھ کر اُن سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتے۔ اُن سے ملاقات سے گریز کیا جاتا ہے اور اُنہیں کلیسیا کے دُشمن قرار دے کر اُن سے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے یا اُن کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کی ذمہ داری سیشن یا کلیسیائی کمیٹی پر ڈال دی جاتی ہے۔ یہی وُہ موقع ہے جب بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

بعض اوقات پاسبان اُن لوگوں سے بھی غافل ہو جاتے ہیں۔ جو روحانی طور پر بیدار ہو رہے ہیں۔ وُہ گم گشتہ لوگ جو ایک عرصہ سے مسیحی رفاقت سے محروم اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں اُنہیں خداوند مسیح کے پاس لانا پاسبان کا فرض ہے۔ خُداوند یسوع مسیح نے کھوئے ہُوئے درہم اور کھوئی ہُوئی بھیڑ کی تمثیل سے یہی حقیقت واضح کی ہے۔ وُہ گنہگاروں کو ڈھونڈنے اور بچانے آیا۔ ایسے افراد کو مسیحی رفاقت کی تلقین کرتے وقت پاسبان اپنے دل میں

میں ایمان رکھے کہ گم گشتہ رُوحیں اُس کی منادی سے قائل ہو کر توبہ کریں گی اور اُنہیں رُوحُ القدس کی برکت عطا ہو گی۔

وُہ لوگ جو پاسبان کی منادی سے روحانی طور پر بیدار ہوتے ہیں وُہ پاسبان کی راہنمائی اور ہمدردی کے محتاج ہیں۔ ایسے شُرکائے کلیسیا کے لئے خاص طور پر دُعا کی جائے تاکہ وُہ ایمان میں مضبوط ہوتے جائیں۔ روحانی طور پر بیدار لوگ خاص توجہ کے مستحق ہیں اُنہیں خُداوند یسوعؔ مسیح کے سایہ تلے لانا پاسبان کا کام ہے۔ اُن سے شخصی ملاقات کرنے میں بڑے صبر و استقلال کی ضرورت ہے وہ شیطان کے قبضے سے نکل کر خُداوند مسیح کی بادشاہت میں داخل تو ہونا چاہتے ہیں، لیکن اُن کی اپنی مشکلات اور کمزوریاں اُن کے راستے میں حائل ہوتی ہیں اور وُہ اپنی ساری مشکلات پاسبان پر ظاہر نہیں کرتے، لٰہذا اِن حالات میں پاسبان دُعا کے ذریعہ اُن کی راہنمائی کرے کیونکہ شیطان آخری دم تک مزاحمت کرتا رہے گا کہ یہ شخص اُس کے قبضہ و اختیار سے باہر نہ جا سکے۔

باب پنجم

سیکرامنٹوں اور دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی

پاسبانی خدمت کے دوران پاسبان کو مذہبی رسومات بھی ادا کرنی ہیں۔

یہ رسومات بڑی مقدس، سنجیدہ اور مؤثر ہیں۔ ان کی ادائیگی کمال سنجیدگی اور تعظیم سے ہونی چاہیئے۔ چونکہ یہ رسومات صرف پاسبان ہی ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا پاسبان بڑی عزت و تعظیم کے لائق ہے۔ خادم الدین اس کام کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہوا ہے اور اگر سیکرامنٹوں کی ادائیگی میں سہو آ بے احتیاطی ہوئی تو سیکرامنٹوں کا تقدس اور احترام مجروح ہوگا۔ سیکرامنٹوں کی ادائیگی میں پاسبان دو باتوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔

اوّل

ان سیکرامنٹوں کو بڑی سنجیدگی اور احترام سے ادا کیا جائے تاکہ تقدس کی فضا قائم ہو اور لوگ اس پاکیزہ اور سنجیدہ ماحول میں خدا کی خاص حضوری کو محسوس کرتے ہوئے شامل ہوں۔

دوم

رسومات کی ادائیگی کا موقع تعلیم اور پند و نصائح کا قیمتی ذریعہ ہے۔ مثلاً نکاح کی رسم کی ادائیگی کے موقع پہ میاں بیوی کے حقوق و فرائض کی تلقین اور تعلیم نکاح کے وقت ہی بہتر صورت میں پیش کی جا سکتی ہے۔

فصل ۱

بپتسمہ

بپتسمہ یا اصطباغ مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے کا خاص نشان ہے۔ کلام مقدس میں اِس پاک رسم کا بار بار ذکر آیا ہے۔ وہ بالغ جو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لے آئے ہیں اور اُنہوں نے اُسے اپنا نجات دہندہ قبول کر لیا ہے یا وہ دیندار مسیحی والدین جو صاحب اولاد ہیں اُن کے نابالغ بچوں کو بپتسمہ دیا جائے۔ یہ رسم پاسبان ہی ادا کر سکتا ہے۔ نابالغ بچوں کے والدین کلیسیا میں سرِعام اپنے مسیحی ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ وعدہ کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کی مسیحی ایمان کے مطابق تربیت کریں گے۔ بپتسمہ پانے والے نابالغ بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اُن کے والدین پر عائد ہوتی ہے۔ اِس موقع پر کوئی نومرید بھی اپنے مسیحی ایمان کا علانیہ اقرار کر کے بپتسمہ لے سکتا ہے۔ نومرید اپنا سب کچھ چھوڑ کر مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی دل و جان سے پیروی کرے گا۔ اِس کے دل میں روحانی جوش ہے اور وہ آسمانی خوشی میں شریک ہونا چاہتا ہے۔ پاسبان کا فرض ہے کہ وہ بڑی تعظیم اور سنجیدگی سے یہ رسم ادا کرے۔ بپتسمہ لینے والوں کے جذبات کا خاص خیال رکھا جائے۔ جب مسیحی والدین اپنے ننھے مُنے بچوں کو خدا کے حضور پیش کرنے کو آتے ہیں تو اُن کے دل خوشی سے معمور ہوتے ہیں۔ وہ خداوند کی برکتوں کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے اُنہیں

اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا ہے۔

نابالغ بچّوں کے بپتسمہ میں کمال محبت اُور نرم مزاجی کی ضرورت ہُوا کرتی ہے۔ اِسی موقع پر پاسبان والدین کو بچّوں کی نسبت اُن کے فرائض کی تعلیم دے۔ والدین کی ذمہ داری بڑی عظیم ہے۔ مسیحی ایمان کے مطابق بچّوں کی پرورش کرنا والدین کا مقدس فرض ہے۔ صغر سنی میں اگر بچّوں کی نشوونما مسیحی ماحول میں ہو تو وہ جوان ہو کر کلیسیا کی بہتر طور پر خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر پاسبان بچّوں کو بپتسمہ دیتے وقت نصیحت کرے تو جماعت کے تمام والدین اُس سے استفادہ کریں گے۔

چونکہ بپتسمہ مسیحی جماعت میں شامل ہونے کا ظاہری نشان ہے لہٰذا بپتسمہ کا ایک علیحدہ رجسٹر ہو جس میں بپتسمہ پانے والوں کی مکمل فہرست ہو۔ اگر پاسبان ہر سہ ماہی یا ششماہی ایک سبت بپتسموں کے لئے مقرر کرے اور جماعت میں اعلان کر دے تو اُس دن خاص عبادت میں والدین کے فرائض پر وعظ و نصیحت کی جا سکتی ہے۔ اِس سے یہ فائدہ بھی ہے کہ والدین اپنے بچّوں کو اِس پاک سیکرامنٹ کے لئے تیار ہو کر لائیں گے۔ اِس رسم کے متعلق کتاب آئین و ضوابط میں مکمل تفصیل دی گئی ہے۔

فصل ۲

عشاءِ ربّانی

یہ سیکرامنٹ نہایت مقدس اور سنجیدہ ہے۔ خُداوند یسوع مسیح کے

حکم کے مطابق اُس کی موت کی یادگاری میں منائی جاتی ہے۔ یہ بہت مقدس سیکرامنٹ ہے۔ لہٰذا اسے کلیسیا کی روحانی ترقی کے لئے استعمال کیا جائے۔ کلیسیا کی روحانی نشوونما کا انحصار اسی پر ہے۔ خُداوند یسوع مسیح نے فرمایا "جب تک میرا گوشت نہ کھاؤ اور میرا خون نہ پیو تم میں زندگی نہیں"۔ خُداوند کی محبت کی گہرائی کو جاننے کا صرف یہی ذریعہ ہے۔

چونکہ عشاءِ ربّانی بڑی اہم اور مقدس ہے، لہٰذا اس کے ادا کرنے میں پاسبان کو خاص تیاری کی ضرورت ہے تاکہ کلیسیا کے زیادہ سے زیادہ شرکاء اس کی روحانی لذت سے آشنا ہوں۔ اِس رسم کو ادا کرنے سے پیشتر خاص روحانی مجالس کا اہتمام ضروری ہے تاکہ خُداوند یسوع مسیح کے بدن میں شریک ہونے والے افراد دل کی مکمل تیاری کے ساتھ اِس میں حصّہ لے سکیں۔ جماعت میں خُوب مشتہر کرنا چاہئیے تاکہ لوگ خُداوند مسیح کے خون اور گوشت میں شریک ہونے سے پیشتر تمام ضروری مذہبی تعلیم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

لیکن کلیسیا کے بعض شرکاء اس رسم میں شریک ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ اِدھر اُدھر کے عذر پیش کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اپنی عدیم الفرصتی کا بہانا کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اِس سیکرامنٹ کو لینے سے اس لئے بھی گریز کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اِس کے قطعاً مستحق نہیں سمجھتے۔ اِن کے خیال میں خُداوند کے گوشت اور خون میں شریک ہونے کے راستہ میں اُن کے اپنے گناہ حائل ہیں۔ ایسے لوگوں کو قائل کرنا چاہئیے کہ عشاءِ ربانی گنہگاروں کیلئے ہے تاکہ وہ اپنی خطائیں برّے کے مقدس خون میں دھو ڈالیں۔ کئی لوگ اِس رسم کی زیادہ قدر و منزلت نہیں کرتے۔ اُن کے دل

میں شکرگزاری نہیں ہے۔ وُہ روحانی رفاقت کی نعمت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ عشائے ربّانی سے پیشتر کی عبادتوں میں نئے شُرکاء کو اِس امر کا احساس دلایا جائے کہ وُہ ایمان کے ساتھ خُداوند یسوع مسیح کے بدن میں شریک ہوں۔ وُہ لوگ جو غفلت اور بے پروائی کے سبب پاک عشاء میں شریک نہ ہوں گے وُہ نجاتِ ابدی سے محروم رہ جائیں گے۔

پاک عشاء میں نئے شریک ہونے والے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر انتظام کرنا چاہیئے۔ اِس تربیّتی کورس میں شریک ہونے والوں کا امتحان لیا جائے کیونکہ ناسمجھی سے خُداوند کی ضیافت میں شریک ہونا بالکل بے معنی ہے۔ سبت سکول، کرسچن اینڈیور یا ایسی انجمنیں جو نوجوانوں میں کام کرتی ہیں اِن کے ذریعہ آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔

جب سیکرامنٹ کا اشتہار دیا جا چکے اور مکمل تیاری ہو جائے تو اِس رسم کی ادائیگی میں خاص اہتمام اور سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ خادم الدین کا فرض ہے کہ وُہ اِس رسم کو ادا کرنے سے پیشتر دُعا اور شخصی عبادت کے ذریعہ اپنے آپ کو تیار کرے۔ چُونکہ اِس رسم کی ادائیگی میں ہر طرح سے سنجیدگی کی ضرورت ہے، لہٰذا کسی قسم کی بے تربیّتی، غفلت یا جماعت کی بدانتظامی اِس رسم کے تقدس کو مجرُوح نہ کرے۔

پریسبٹیرین کلیسیاؤں میں عشائے ربّانی کا شروع سے لے کر آخر تک انتظام جماعت کی سیشن کے سُپرد ہوتا ہے، لہٰذا قواعدِ کلیسیا کے مطابق اِس کا انتظام کرنا چاہیئے۔

بعض اوقات کلیسیا کے معذور، دائم المرض اور ضعیف عُمر کا عشائے ربانی کی عبادت میں حاضر ہونے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کی خواہش کے مطابق اُن کے اپنے گھروں میں ہی پاک عشا کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ پاسبان اپنی کلیسیا کے بزرگوں کے ساتھ مل کر سارا انتظام کرے تاکہ یہ لوگ خُداوندی برکتوں میں شریک ہو سکیں۔

فصل ۳

نکاح خوانی

نکاح خوانی کی رسم بڑی مُقدس ہے۔ کلیسیائی دستور کے مطابق، خادم الدین یہ رسم ادا کرتا ہے۔ دو دلوں کو عقد نکاح میں منسلک کرنا اور اُن کے لئے اضحاق اور یعقوب کی سی برکت حاصل کرنے کی دُعا کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ موقعہ بڑی خوشی اور مسرت کا ہُوا کرتا ہے۔ دُلہا اور دُلہن کے والدین اور خویش واقارب اپنی بساط کے مطابق ہر طرح کا انتظام کرتے ہیں۔ لیکن نکاح کے بغیر مسیحی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ نکاح کی پاک رسم ادا کرتے وقت ایجاب وقبول کے ذریعہ پاسبان جب نوجوان لڑکے اور لڑکی کو خاوند اور بیوی قرار دیتا ہے تو وہ خُداوند یسوع مسیح کے کلام کے مطابق کہتا ہے "جنہیں خُدا نے جوڑا ہے اُنہیں آدمی جُدا نہ کرے۔" فریقین کا نکاح جائز نہ ہو تو اس رسم کو ادا کرتے وقت حاضر جماعت میں سے کوئی شخص اعتراض کر سکتا ہے۔

مختصر سا وعظ جس میں شوہر اور بیوی کی روحانی اور جسمانی ذمہ داریوں کا ذکر ہو بڑا ہی مفید ہے۔ نئے بیاہتا جوڑے کے لئے دُعا کرنا لازمی ہے تاکہ وُہ کلیسیا کی روحانی ترقی اور اپنی اولاد کی مسیحی دین کے مطابق تربیت کریں۔

مقامِ افسوس ہے کہ کبھی کبھار نکاح خوانی میں کسی کوتاہی کے سبب پاسبان کو خفت اُٹھانا پڑتی ہے۔ لہٰذا اِس عہدے کا وُہ تقدس اور احترام باقی نہیں رہتا۔ اِس کا سبب یہ ہے کہ پاسبان اپنے عُہدہ کو وُہ اہمیت نہیں دیتے جس کا وُہ مستحق ہے۔ اُن کی اپنی ذات خودغرضی اور حرص سے بالکل پاک ہو تاکہ اِس معاملہ میں کسی کو ان پر اُنگلی اُٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ جماعت کی ذہنیت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا یا کسی غیر قانونی حرکت کا مرتکب ہونا خطرے کو دعوت دینا ہے۔ نکاح خوانی کے متعلقہ قوانین سے روگردانی سے مصیبت میں گرفتار ہونا ہے، لہٰذا نکاح سے پیشتر نکاح خواں پاسبان اِس امر کی تسلی کر لے کہ وُہ تمام شرائط پُوری ہیں جن کا نکاح کی رسم ادا کرنے کے لئے ہونا ضروری ہے۔ اگر اس بات پر عمل کیا جائے تو پاسبان ہر خطرے سے محفوظ رہے گا۔

شادی بیاہ سے پیشتر منگنی یا سگائی کی بھی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اِس موقعہ پر ابرہام اور اس کے نوکر الیعزر اور ربقہ کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ پاسبان اِس امر میں اپنی کلیسیا کی راہنمائی کرے کہ دیندار خاندانوں میں منگنی بیاہ ہو تاکہ خُداوند کی کلیسیا ترقی کرے اور اُس کا جلال ظاہر ہو۔

فصل ۴

جنازہ

جنازہ کی رسم ادا کرنا پاسبان کے فرائض میں شامل ہے۔ یہ بڑی ہی دردانگیز رسم ہے۔ مرحُوم کے سوگوار خویش واقارب گریہ زاری کرتے ہیں۔ چاروں طرف غم کا سماں ہوتا ہے۔ اس دردانگیز منظر میں ممکن ہے کہ نرم دِل پاسبان اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے، کیونکہ ایسے موقعوں پر آنسو نکل ہی آتے ہیں۔ لیکن غم زدہ اور روتے ہوئے لوگوں کو تسلّی دینا بڑا ہی مبارک کام ہے۔ خُدا نے ہمیں اپنا وہ بیش بہا کلام عطا کیا ہے جس میں آئندہ زندگی کی پُرمسرت جھلک نظر آتی ہے۔ پاسبان انجیل کی زندہ اُمید سے غم زدوں کو تسلّی دے۔ اس موقع پر پاسبان مختصر سی نصیحت کرے کہ خُداوند یسوع مسیح نے موت پر فتح پائی اور موت فتح کا لقمہ بن گئی۔ قبر انسان کا ابدی مکان نہیں ہے۔ دیندار لوگ خُداوند یسوع مسیح کے فضل وکرم سے ابدی مکانوں میں اُس کے ساتھ خوشی سے رہا کریں گے۔

اس موقع پہ وعظ مختصر اور پُرمعنی ہو۔ بعض دفعہ متوفی کی تعریف کرنا بڑا ہی مفید ہوتا ہے۔ وُہ دیندار لوگ جو سفرِ آخرت پر روانہ ہوتے ہیں، وُہ اپنے پیچھے نیک مسیحی نمونہ چھوڑ جاتے ہیں جس سے دُوسرے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ لیکن مرحُوم کی صفات میں بہت لمبی تقریر کرنا زیادہ مفید نہیں ہوتا کیونکہ ہر ایک اچھی نعمت ہمیں خُدا کی طرف سے ملتی ہے۔ وعظ اور نصیحت کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ یسوع مسیح میں آئندہ

زندگی کی زندہ اُمید لوگوں کے سامنے پیش کی جائے۔

چونکہ یہ رسم پُرغم فضا میں ادا کی جاتی ہے، لہٰذا اسے ہمدردی اور نرم مزاجی سے ادا کرنا چاہیئے۔ پاسبان کے ہر ہر لفظ سے معلوم ہو کہ وہ مرحوم کے رشتہ داروں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ علاوہ ازیں انسانی جسم کی حُرمت کا بھی خیال رکھا جائے۔ تجہیز و تکفین کے وقت ایسی دُعائیں کی جائیں جس سے صاف ظاہر ہو کہ یہ جسم جو قبر میں اُتارا جا رہا ہے وہ خُدا کے رُوح کی ہیکل رہا ہے اور قیامت کے روز پھر جی اُٹھے گا۔ اِسی جسم میں ہم خُداوند کو بادلوں پہ آتے ہُوئے دیکھیں گے اور اس کے تختِ عدالت کے سامنے پیش ہوں گے۔ فانی جسم کو سپردِ خاک کرتے وقت خیال رہے کہ اس کی واجب عزت لازمی ہے اور یہ ایمان رکھنا چاہیئے کہ یہ جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور رُوحانی جسم جی اُٹھتا ہے۔

(جنازہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ قواعدِ کلیسیا)

بابِ ششم

فصل ۱

پاسبان اور کلیسیائی کارگذاری

پاسبان خُدا کی طرف سے مقرر کردہ خادم ہے جو کلیسیا کی ساری

روحانی ترقی کا راہنما ہے۔ لیکن کلیسیا کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی صداقت اور جلال کو ظاہر کرنے کا باعث ہو۔ ابھی تک دُنیا میں کئی ایسے مقامات ہیں جہاں رُوحِ انسانی گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکتی پھرتی ہے۔ لوگ مسیحی زندگی کی مسرتوں سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ بعض اوقات پاسبان سب کچھ خود ہی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جماعت کے کسی ممبر کے سپرد کوئی کام نہیں کرتے لہٰذا کلیسیا کی انفرادی قوت اور مخفی جوہر سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ کلیسیا کے اپنے مخصوص وسائل قوت ہوتے ہیں۔ اُنہیں بروئے کار لانا پاسبان کا فرض ہے۔ کلیسیا کی رُوحانی ترقی کا انحصار اِسی بات پر ہے کہ کلیسیا کے زیادہ سے زیادہ ممبر سرگرمِ عمل ہوں۔ جماعت کی صلاحیتوں کو کام میں لانا پاسبان کا فرض ہے۔ مناسب طریقۂ کار اور دُور اندیشی سے جماعت کے ممبروں کو مختلف قسم کی خدمات سپرد کی جا سکتی ہیں۔ ایک کامیاب پاسبان کلیسیا کے ہر ایک ممبر سے کوئی نہ کوئی کام لے سکتا ہے۔

کلیسیائی کارگزاری میں یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہر ایک ممبر سے کوئی نہ کوئی خدمت لی جائے۔ خداوند یسوع مسیح نے ایک تمثیل سے اِس بات کو واضح کیا ہے۔ "یہ اُس آدمی کا سا حال ہے جو پردیس گیا اور اُس نے گھر سے رُخصت ہوتے وقت اپنے نوکروں کو اختیار دیا یعنی ہر ایک کو اُس کا کام بتا دیا اور دربان کو حکم دیا کہ جاگتا رہے" (مرقس ۱۳ : ۳۴) جب اُن گردوں پر رُوح القدس نازل ہُوا تو وہ دُنیا کی انتہا تک اُس کا کلام سُناتے پھرے۔ ہر ایک نے اپنے فرض کو سمجھ لیا اور خدا کا جلال ظاہر کرنے میں کوشش کرنے لگا۔

خُداوند یسوع مسیح کا فرمان ہے کہ ہر ایک مسیحی اُس کا زندہ گواہ اور اُس کی بادشاہت پھیلانے کا وسیلہ ہو۔

ہر ایک دیندار کی رُوحانی ترقی اسی بات میں ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ لیکن اگر اپنی کسی صلاحیت کو کام میں نہ لایا جائے تو رفتہ رفتہ وُہ بیکار ہو جائے گی۔ جس طرح کسی عضو کو متواتر استعمال میں نہ لانے سے وُہ سُوکھ جاتا ہے، اُسی طرح صلاحیتوں کا حال ہے۔ ہر ایک ممبر کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلایا جائے۔ کلیسیا کا ہر ایک ممبر مختار ہے، اور اُس کا حساب لیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی لیاقتوں کو خُدا کے جلال کے لئے استعمال کرنا ہر ایک ممبر کا فرض ہے۔

کارزارِ حیات میں ہر ایک شخص کسی نہ کسی کام میں مشغول نظر آتا ہے۔ زندگی کے ہر ایک شعبے میں گہماگہمی ہے۔ انسانی عقل اور حکمت انتہائی رفعتوں تک پہنچ چکی ہے۔ اپنی مساعی جمیلہ سے انسان نے ستاروں پر کمندیں ڈال لی ہیں آسمان کی پہنائیاں جو کبھی ناقابلِ عبور سمجھی جاتی تھیں اب قمر گاڑیوں میں انسان فطرت کے سربستہ رازوں سے پردہ اُٹھانے کی کوشش میں نت نئے منصوبے بنا رہا ہے۔ آمدورفت، مواصلات، تجارت صنعت و حرفت اور زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان نے حیرت انگیز ترقی کر لی ہے۔ انسان کی یہ ترقی اِس امر کی متقاضی ہے کہ اپنی تمام صلاحیتوں اور علوم کو خُدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔

ہم "نُور کے فرزند" ہیں اور بڑی اہم ذمہ داری ہمارے سپُرد کی گئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم وقت کو غنیمت جانیں اور نیند سے بیدار ہوں۔ اِس زمانہ کے لوگوں کی طرح ہم دُنیا کے کاروبار میں زیادہ مشغول نہ ہوں بلکہ ہماری منزل آسمانی

میراث حاصل کرنا ہو۔۵

منزلِ کلیسیا کی میراث آسمانی

جاتا ہے سوئے منزل یہ کارواں ہمارا

ذرا غور کیجئے کہ کلیسیا کے سامنے کتنا اہم کام ہے۔ ابلیس نبی نوع انسان کو تباہ و برباد کرنے پر تُلا رہتا ہے۔ دُنیا کے لوگ مادہ پرستی، بیدینی اور عیش و عشرت کے دلدادہ ہیں۔ بے راہ روی اخلاقی قدروں کی پائمالی، اور قانون شکنی کے باعث شہر گاہ کا جینا مُشکل ہے۔ جرائم میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آزادی، خودمختاری اور حقِ خوداختیاری کے مطالبات سے دُنیا بھر سے امن و سکون رُخصت ہو چکے ہیں۔ جس طرف نگاہ اُٹھائیے بے چینی ہی بے چینی نظر آتی ہے۔ ترقّی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک میں ہنگامے برپا ہیں۔ روحیں بے قرار اور دِل سکون سے خالی ہیں۔ اب ایسا وقت ہے کہ کلیسیا میں بہتوں کی محبّت ٹھنڈی پڑ چکی ہے۔ لوگ کلام کی سچائی سے بیگانہ اور دُنیوی جاہ و جلال کے والہ و شیدا ہیں، لیکن خُداوند یسوع مسیح کے خُون خریدے لوگوں کا فرض ہے کہ وُہ اُس کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔ کلیسیا کے تمام وسائل کو یکجا کیا جائے۔ کلیسیا کے تمام فرقے مسیحی رفاقت میں منسلک ہوں۔ اُن میں یکجہتی اور اتحاد ہو۔ کلیسیا کا لشکرِ جرّار رُوح کی تلوار ایمان کی سپر اور پاؤں میں صُلح کی خوشخبری کی تیاری کے جُوتے پہن کر اپنے سپہ سالارِ اعظم خُداوند یسوع مسیح کی زیر کمان شرارت کی رُوحانی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں نکلیں۔

اِس اہم اور مُشکل کام میں پاسبان کا فرضِ اوّلین ہے کہ وُہ اپنی

جماعت کے ہر فرد کے دِل میں اِس عظیم مہم میں حصّہ لینے کی آرزو پیدا کرے۔ وُہ ایسی رُوح پھونکے کہ دیندار لوگ جوق در جوق اِس مُقدّس جنگ میں شریک ہونے کے لئے چلے آئیں۔ مقامِ افسوس ہے کہ کُچھ کلیسیائیں اِس روحانی جنگ کے خطرات سے قطعاً بے خبر ہیں۔ وُہ خوابِ خرگوش میں گردوپیش کے حالات سے بالکل غافل ہیں۔ خادم الدین کا کام ہے کہ وُہ اِن نیند کے ماتوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے، اور جماعت کے سامنے خدمت کا ایسا زبردست اور وسیع پروگرام رکھے جس میں ہر ایک شخص کے لئے خدمت کی گنجائش نکل سکے۔ لیکن جو پاسبان حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں سے بے خبر ہے اور وہ اپنی کلیسیا کو وقت کی ضروریات کے مطابق تیار نہیں کرتا اُسے دیر یا سویر معلوم ہو جائے گا۔ کہ دُوسری کلیسیاؤں اور جماعتوں کے مقابلہ میں اُس کی اپنی جماعت بالکل مفلوج ہے۔ اِس روحانی جنگ میں دُوسری کلیسیاؤں نے دشمن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا ہے اور فتح و نصرت کے شادیانے بجا رہی ہیں مگر اُس کی جماعت اندھی اور بے جان قیادت کی وجہ سے راہِ منزل سے بہت دُور ہے۔

فصل ۲

کلیسیا کا ہر ایک ممبر کارکن ہونا چاہیئے

مقدّس مرقس رسُول کی انجیل ۱۳: ۳۴ میں ایک مالک کی تمثیل ہے کہ اُس نے پردیس جاتے وقت ہر ایک نوکر کو کچھ نہ کچھ ذمہ داری یا اختیار سونپ دیا۔

یعنی ہر ایک کو اُس کا کام بتا دیا۔ اِس تمثیل میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنے اپنے کام سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ پاسبان اِس اصُول کی اہمیت پر اتنا زور دے کہ کلیسیا کا ہر ایک ممبر اپنی حیثیت اور لیاقت کے مطابق کلیسیا کے کاموں میں حصّہ لے۔ یہ دُنیا خداوند کا تاکستان ہے۔ اِس تاکستان کی نگہداشت اور آبیاری کی ذمہ داری باغبانوں کی ہے۔ کلیسیا کا ہر ایک ممبر اپنی بساط کے مطابق اِس باغ کو خوبصورت بنانے میں اپنا حصّہ ادا کرے۔ میتھوڈسٹ کلیسیا کے بانی پادری ویسلی صاحب ہمیشہ اِس اصُول پر کاربند رہے۔ وُہ فرمایا کرتے تھے کہ "سب اس میں لگے رہیں اور ہمیشہ اِس میں لگے رہیں"۔

ہر ایک پاسبان کا فرض ہے کہ وُہ اِس زرّیں اصُول کو مدِ نظر رکھے اور دل و جان سے کوشش کرے کہ کلیسیا کا ہر ایک رُکن کسی نہ کسی کام میں ضرور حصّہ لے۔ اگر اِس اصُول پر عمل کیا جائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں کلیسیا کی حالت سُدھر جائے گی اور اُس کا مستقبل تابناک نظر آئے گا۔ فتح و کامرانی اُس کے قدم چُومے گی اور خُداوند یسوع مسیح کی بادشاہت پھیلانے کا وہ وسیلہ بنے گی۔

اب پاسبان کا کام ہے کہ وُہ ہر ایک ممبر کے دِل میں یہ احساس پیدا کرے کہ خُداوند کو ہر ایک کی خدمت کی ضرورت ہے اور جماعت میں کوئی ایسا غریب، کمزور یا لاچار شخص نہیں ہے جس کی کلیسیا کو ضرورت نہیں ہے۔ بلاشک ہر ایک ممبر کی صلاحیتیں ایک جیسی نہیں ہیں نہ ہر ایک کو ایک جیسی نعمتیں بخشی گئی ہیں اور نہ ہر ایک کو ایک جیسی خدمت سونپی گئی ہے۔ ہر شخص کی طبیعت مزاج اور معاشرتی حالات مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُن میں کام کرنے کی صلاحیتیں بھی ایک دوسرے

سے مختلف ہیں۔ اور چونکہ کلیسیا میں مختلف قسم کی خدمتیں ہیں، لہٰذا ہر ایک خدمت کے لئے کسی موزوں ممبر کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ کسی ناموزوں شخص کو کوئی خدمت سپرد کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند

یعنی ہر ایک شخص کو کسی خاص کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نااہل ممبر کے ہاتھ کلیسیا کو ناقابلِ تلافی نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ شُرکائے کلیسیا کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی لیاقت کے مطابق خُداوند کی کلیسیا کی خدمت کریں۔

اِس سے پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ پاسبان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی جماعت کے شُرکاء کو احساس دلائے کہ ہر ایک شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ معلوم کرے کہ مجھ کو خدا نے کونسا کام کرنے کی لیاقت بخشی ہے اور کونسا خاص کام کرنے کا موقع مجھ کو میرے اپنے روزمرّہ کے کام کاج میں ملتا ہے۔ کیا میں منادی کر سکتا ہوں؟ کیا میں کوئی شخصی خدمت کر سکتا ہوں؟ کیا دُعا کی خدمت کی ذمہ داری قبول کر لوں؟ کیا سبت سکول میں یا بچوں یا عورتوں کی جماعت میں مدد کر سکتا ہوں؟ کیا میرے پاس روپیہ پیسہ ہے جو کسی خاص کام کے لئے دے سکتا ہوں؟ کیا عبادت میں گانے بجانے یا کسی اور طرح سے خدمت کر سکتا ہوں۔ غرض توڑوں کی تمثیل کے مطابق ہر ایک شخص میں کوئی نہ کوئی صلاحیت موجود ہے جس سے وہ خداوند کی کلیسیا کی خدمت میں ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ توڑوں کو کاروبار میں لگانے سے نفع حاصل ہوتا ہے اور انہیں زمین میں دفن کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

موجودہ زمانے میں ایک غلط فہمی یہ ہے کہ کلیسیائی کام کی تمام تر ذمہ داری کلیسیا کے افسروں یا کلیسیا کے مقرر شدہ کارندوں کے کندھوں پر ڈالی جاتی ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ کلیسیا کے عام شرکاء کی کوئی اہم ذمہ داری نہیں ہے۔ وُہ اپنے دِل میں یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جس کا کام اُسی کو ساجھے۔ اُن کا احسان یہ کیا کم ہے کہ مسیحی تقاریب اور عبادتوں میں شرکت فرما لیتے ہیں۔ کسی حد تک اِس احساس کے ذمہ دار پاسبان بھی ہیں۔ وُہ کلیسیا کے شرکاء میں یہ احساس پیدا کرنے سے قاصر رہے ہیں کہ خُداوند کو اُن کی ضرورت ہے خواہ وہ کیسے ہوں یا کسی جگہ ہوں۔ اکیلا چنا کیا پہاڑ پھوڑ سکتا ہے۔ پاسبان اور کلیسیا کے شرکاء تعاون سے سب کُچھ کر سکتے ہیں۔ وُہ پاسبان مبارک باد کا مستحق ہے جس نے کلیسیا کے ہر ایک ممبر میں یہ احساس پیدا کر دیا ہے کہ وُہ کسی نہ کسی طرح سے خُداوند کی خدمت کر سکتا ہے۔ شخصی خدمت کی رُوح اور ذمہ داری کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کرنا بہت بڑا کام ہے۔

کلیسیائی خدمت میں سرگرم عمل ہونے کے لئے مناسب طریقۂ کار کی ضرورت ہے۔

۱۔ کام کرنے کے نئے نئے طریقے سوچے جائیں۔

۲۔ جماعت کے شرکاء کے دلوں میں تحریک پیدا کی جائے کہ از سرِ نو کلیسیائی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں۔

۳۔ کلیسیا کی ایسی خدمت جو مفید تو تھی مگر رفتہ رفتہ تغافل کی وجہ سے شرکاء میں وُہ جوش و خروش باقی نہیں رہا اُسے از سرِ نو تازہ کیا جائے۔

۴۔ پاسبان اور کلیسیا کے تشر کا ہمسایہ کلیسیاؤں اور مسیحی جماعتوں کی روزمرّہ کی تحریکات اور سرگرمیوں سے واقف رہیں تاکہ اُن کے نیک کاموں اور مفید بشارتی سرگرمیوں کو اپنے ہاں بھی رائج کیا جا سکے۔

۵۔ کلیسیا کے بزرگ اور کارکن پاسبان کے مفید صلاح کار اور مُشیر ہوں۔ جماعت کی سیشن یا کلیسیا کی کونسل مقرّرہ اوقات پہ پالیسی باتوں پر غور کرنے کے لیے جمع ہوا کرے۔

۶۔ جماعت سیشن یا کلیسیا کی کونسل اپنے حلقۂ خدمت کے اندر کلیسیا کے تمام صیغوں (شعبوں) کے ذمہ دار عہدہ داروں کی کانفرنس منعقد کرے۔ اور کلیسیائی خدمت میں ترقّی کی مفید تجویزیں سوچی جائیں۔

۷۔ اِن کانفرنسوں میں اِس بات پہ بھی غور کیا جائے کہ کلیسیائی کارگذاری کے ہر ایک شعبے میں پاسبان کی خدمت کس طرح مفید ہو سکتی ہے۔ اِس طرح کلیسیا کی حدود میں کام کے تمام شعبوں کے ساتھ پاسبان کا تعلّق زیادہ اُستوار ہوگا اور اِس کی خدمت زیادہ مفید ہوگی۔

فصل ۳

کلیسیائی خدمت کے مختلف صیغے

کلیسیائی خدمت کے مختلف صیغے ہو سکتے ہیں۔

۱- عبادت

اِس میں سبت کی عام عبادت، ہفتہ کے دوران دُعائیہ پروگرام اور دیگر خاص دُعائیہ جلسے شامل ہیں۔

۲- دینی تعلیم

اس میں سبت سکول، کرسچن اینڈیور، جونیئر سوسائٹیاں، بائیبل کلاسیں، متلاشیوں اور عشائے ربانی میں شامل ہونے والوں کی تربیتی جماعتیں شامل ہیں۔

۳- بشارتی کام

اِس میں مشنری سوسائٹیاں، بشارتی مہم۔ ریڈنگ روم اور بشارتی کام کے متعلق تمام انتظامات شامل ہیں۔

۴- فیاضی کے کام اور مختاری کی تعلیم

۵- رفاہی کام

اس میں مسیحی رفاقتی مجالس، بیماروں اور محتاجوں کی امداد، منشیات کے خلاف تحریک اور دیگر رفاہی تحریکات شامل ہیں۔

آئندہ فصلوں میں اِن کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

فصل ۴

عبادت اور دُعائیہ پروگرام

۱۔ عبادت

مسیحی کلیسیا کا اہم فریضہ اور خداوند یسوع مسیح کا فرمان ہے کہ اُس کی کلیسیا عبادت میں مشغول رہے۔ عبادت کی تمام خوبصورتی اس کی سنجیدگی میں مضمر ہے۔ عبادت کے ہر حصّہ کی ترتیب عُمدہ ہو جس میں خداوند کی تعظیم اور حمد و ثنا کا پہلو عیاں ہو۔ مسیحی کلیسیا کا ہر ایک فرد عبادت کے دوران میں خُدا کی حضوری کو محسوس کرے۔ عبادت کا پیغام سادہ اور برمحل ہو جو عبادت گزاروں کے دِل میں اُتر جائے اور وہ روحانی خوشی سے معمور ہو کر اپنے گھروں کو لوٹیں۔

جہاں عبادت میں سنجیدگی کی ضرورت ہے وہاں عبادتخانے کا ماحول صاف ستھرا اور دلکش ہو۔ پاسبان عبادتخانے کی صفائی اور خوبصورتی کی طرف زیادہ توجہ دے کیونکہ خُدا کے گھر کے ماحول کا اثر عبادت گزاروں پر پڑتا ہے۔

کلیسیا یا جماعت کے کچھ لوگ جماعتی عبادت سے گریز کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عبادت خانہ میں لانے اور نو وارد افراد کو ترغیب دینے کی غرض سے ایک خاص کمیٹی کا مقرر کرنا موزوں ہے۔ عبادت خانہ میں لوگ ترتیب سے صفوں

میں بیٹھیں۔ اِس کام کے لئے کلیسیا کے بزرگوں اور ذمہ دار لوگوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کو ترتیب سے بٹھایا جائے۔ وہ والدین جو اپنے بچوں کے ہمراہ عبادت خانہ میں آتے ہیں وہ اپنے بچوں کو خاموش رکھنے کے ذمہ دار ہیں، لیکن بعض حالات میں تمام بچوں کو علیحدہ بٹھایا جا سکتا ہے اور انہیں کسی ذمہ دار شخص کے سپرد کر دیا جائے۔

عبادت میں حمد و ثنا میں استعمال ہونے والے گیتوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اِن گیتوں کے ذریعہ ہم خُداوند کی تعریف و ستائش کر سکتے ہیں۔ مقدس پولوس رسول کہتا ہے کہ میں "روح سے بھی گاؤں گا اور عقل سے بھی گاؤں گا" لیکن مقامِ افسوس ہے کہ بعض اوقات ہمارے گیت روحانی معیار پر پورے نہیں اُترتے بعض گیت لکھنے والے محض کسی خاص دھن یا سُر کو مدِنظر رکھ کر گیت لکھتے ہیں۔ اِس سے روحانی فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اکثر اوقات الفاظ کی موزونیت پہ نظر نہیں رکھی جاتی۔ انجیل مقدس میں مرقوم ہے کہ خُداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگرد گیت گایا کرتے تھے۔ داؤد نبی نے خدائے قدوس کی حمد و ثنا میں مزامیر لکھے ہیں۔ جماعت میں کئی لوگ سُر تال اور علمِ موسیقی سے واقف ہوتے ہیں۔ اُن کی خدمات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سب سے مقدم بات یہی ہے کہ گیت کے الفاظ یا اُس کا پیغام مسیحی تعلیم کے مطابق ہو۔ عبادت میں گانے بجانے کا کام کسی تجربہ کار دیندار شخص کے سپرد ہونا چاہیئے۔ یہ شخص کوائر کا انتخاب بڑی احتیاط اور دُعا کے ساتھ کرے تاکہ گانے بجانے سے خُداوند کا جلال ظاہر ہو۔

عبادت میں صرف وہی گیت گائے جائیں جو ہر لحاظ سے مسیحی تعلیم کے

مطابق ہوں۔ آج کل کچھ لوگ ایسے بھی گیت گاتے ہیں جن میں راگ کے سوا کوئی اور بات نہیں ہوتی۔ چونکہ پاسبان عبادت میں ہادی ہے، اور ہر حالت میں راہنمائی کے لئے اُس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ کم از کم علم شاعری سے واقف ہو تاکہ مسیحی اور غیر مسیحی گیتوں میں تمیز کر سکے۔

۲۔ دُعائیہ جلسہ

ہفتہ کے درمیان کا دُعائیہ جلسہ کلیسیا کی دینداری اور روحانی حالت سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ کلیسیا کی روحانی زندگی کو پرکھنے کا معیار دعائیہ اجلاس ہیں۔ وہ کلیسیا جو کثرت کی زندگی کی نعمت سے مالا مال ہے، وہ دعائیہ اجلاس میں دلچسپی لے گی۔ لیکن وہ کلیسیائیں جو اس نعمت سے محروم ہیں وہاں دُعائیہ اجلاس بے رونق اور روکھے پھیکے ہوتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ دُعائیہ اجلاس کو زیادہ دلچسپ بنانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ کلیسیائیں اور پاسبان پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ اگر پاسبان بکبر کے فقیر ہوں اور اجلاس میں نئی روح پھونکنے کا اہتمام نہ کریں تو اُن میں دلکشی ہوگی نہ جاذبیت۔ یہ دُعائیہ اجلاس دعا اور مناجات کا مرکز بن سکتے ہیں۔ اِن میں حاضر ہونے کے لئے کلیسیا کے شرکاء بے تاب ہوں، وہ اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ کر اِن اجلاس میں شرکت کرنا غنیمت سمجھیں۔

دُعائیہ اجلاس کے ذریعہ مسیحی جماعت خداوند سے برکتوں اور نعمتوں کے لئے التجا کرتی ہے۔ ان ہی اجلاس میں بیماروں، معذوروں، اپاہجوں اور غیروں

کے لئے سفارشی دُعایئں کی جاتی ہیں۔ اِن اجلاس کا اہتمام بڑے سلیقہ سے ہو کیونکہ پاسبان کی عدم دلچسپی کی وجہ سے کلیسیا میں وہ جوش و خروش نہیں ہوتا جس کی ضرورت ہے۔ کلیسیا کے شُرکا رفتہ رفتہ اِس اہم فریضہ سے غافل ہو کر مسیحی رفاقت کی نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اِن اجلاس کو دلچسپ بنانے کے لئے کوئی خاص حتمی قوانین تو پیش نہیں کئے جا سکتے کیونکہ ہر کلیسیا اور جماعت کے حالات ایک دُوسرے سے قدرے مختلف ہوتے ہیں۔ پاسبان کی فہم و فراست اور انتظامی صلاحیت کی بدولت سب کچھ ممکن ہے۔ اگر اُس کے دِل میں لگن اور کلیسیا کی ترقی کے لئے تڑپ ہے تو وُہ اچھی اچھی قابلِ عمل تجاویز سوچے گا جس سے اس کی جماعت میں زندگی کی نئی لہر دوڑ جائے گی۔ پاسبان تمام اجلاس اور تحریکات کا رُوح رواں ہے۔ اگر وُہ بیدار ہے تو ساری جماعت میں ایک نیا ولولہ ہوگا۔

اجلاس کو دلچسپ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

۱: دُعائیہ اجلاس کے پروگرام میں تنوع ہو۔ ایک ہی قسم کے پروگرام کئی مہینوں تک چلتے رہیں تو کلیسیا کے شُرکا بور ہو جاتے ہیں۔ انسانی فطرت تنوع پسند ہے۔ لہٰذا اِس سے پیشتر کہ کلیسیا ایسے پروگراموں سے اُکتا جائے اُنہیں تبدیل کر دیا جائے۔ مثلاً عام رواج یہ ہے کہ حمد و ثنا کے بعد ورد پڑھا جاتا ہے اور پاسبان اِس وِرد کے مطابق وعظ و نصیحت کرتا ہے اور اس کے بعد چند دُعایئں اور اجلاس ختم ہُوا۔ لیکن اگر کچھ دیر کے بعد یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ جماعت کے تمام شُرکا اس میں شامل ہوں یعنی تمام شُرکا کتابِ مُقدس

کے مطالعہ میں شریک ہوں، تو اُس سے شرکاء زیادہ دلچسپی لیں گے۔
کبھی کبھی اِس قسم کے اجلاس کلیسیا کے شرکاء کے گھروں میں منعقد کئے جا سکتے ہیں۔ دیندار لوگ ایک دُوسرے سے میل جول کے ذریعہ روحانی فائدہ حاصل کرتے ہیں اور یوں کلیسیا کی ترقی ہوتی ہے۔

۴: کلیسیا میں مختلف خیالات کے شرکاء ہوتے ہیں ہر ایک کا اندازِ فکر جُدا اور ہر ایک کی دلچسپی کا معیار جُدا ہوتا ہے۔ دُعائیہ اجلاس کو نیا رنگ دینے سے ہر ایک کے جذبات کی تسکین ہو جاتی ہے۔ مثلاً کبھی کبھار یہ اجلاس حمد و ثنا پر مشتمل ہوں! اور کسی زبور یا گیت کے مرکزی خیال سے کوئی نصیحت کی جائے۔ دُعا اور شکرگزاری سے ہم خُدا کے حضور اپنی قربانی پیش کرتے ہیں۔ جماعتوں میں جوہرِ قابل کی کمی نہیں ہوتی۔ گانے بجانے کے شوقین ہر جماعت میں ہُوا کرتے ہیں۔ جماعت کی بھجن منڈلی یا بھجن منڈلیاں اِس پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ آپس کے باہمی مقابلوں سے بھی بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔

تصاویر کے ذریعہ ایسے پروگراموں کو دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔ گذشتہ ربع صدی کی نسبت آج کل ہمارے ہاں سمعی بصری معاونات بہت زیادہ ہیں۔ تصاویر کے ذریعہ کلیسیا بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ بچوں کے اجلاس کو دلچسپ بنانے کی غرض سے پرانے بڑے دن کے کارڈ، رسالوں میں سے تصاویر یا دوسری مسیحی تصاویر کو استعمال میں لایا جائے۔

مندرجہ بالا تجاویز پر عمل کرنے سے کلیسیا میں روحانی جوش پیدا ہو گا اور وہ ترقی کرے گی۔ لیکن پاسبان کی اپنی دلچسپی پر سب کچھ منحصر ہے۔ کلیسیا کے

شُرکا میں مذہبی شعور اور دعائیہ اجلاس کے لئے تڑپ پیدا کرنا اِس کا کام ہے لیکن ایک بات ہر وقت مدِ نظر رہے کہ یہ اجلاس دُعائیہ ہیں۔ دُعا کی اہمیت کسی طرح کم نہ ہو۔ خُدا اور انسان کے درمیان رابطہ کا ذریعہ دُعا ہے یہ حقیقت ہے کہ راست باز کی دُعا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ دِل سے نکلی ہوئی دُعا اثر رکھتی ہے۔ کلیسیا میں روحانی برکتوں کا سیلاب آجاتا اور خُداوند مسیح کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن دُعا محض مانگنا ہی نہیں ہے بلکہ اِس میں ہم خُدا کی دی ہوئی نعمتوں اور برکتوں کے لئے شکرگزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ خُداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے"۔ بے انصاف قاضی اور بیوہ کی تمثیل سے کتنا اچھا سبق ملتا ہے۔ ایمان سے مانگنا اور یہ اُمید رکھ کر التجا کرنا کہ جو کچھ ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں مل جائے گا اسی میں کلیسیا کی سربلندی کا راز پوشیدہ ہے۔ شیرنی کے بچے تو بھوکے ہو سکتے ہیں لیکن خُدا کے طالب کبھی حاجتمند نہ ہوں گے۔ کلیسیا میں جماعتی دُعا اور شخصی دُعا کی بھی عادت ڈالی جائے ہمارے خُداوند یسوع مسیح نے خود دُعا میں ساری ساری رات گزاری اور اِتنے خشوع و خضوع سے دُعا کی کہ اُس کا پسینہ خون بن کر ٹپکتا تھا۔

ہر جماعت کی اپنی اپنی ضروریات اور مشکلات ہُوا کرتی ہیں۔ اِن تمام ضروریات اور مشکلات کو خُداوند کے حضور اہتمام اور سلیقہ سے پیش کرنا بڑی بات ہے۔ پاسبان کی زیرِ ہدایت اور اُس کی اپنی روحانی زندگی سے کلیسیا کے ہر ایک ممبر کے دِل میں دُعائیہ زندگی کے سوتے پھُوٹیں گے غیر اقوام خُداوند کا جلال دیکھیں گی اور یوں خُدا باپ، بیٹے اور رُوح القدس

کی ستائش ابدالآباد تک ہوتی رہے گی۔

فصل ۵

مسیحی دینی تعلیم

مسیحی دینی تعلیم بہت سادہ ہے۔ اس میں وہ سب کوشش اور طریقے شامل ہیں جنکا منتہائے مقصود یہ ہے کہ بچے، بوڑھے اور جوان کلام اللہ سے معلوم کریں کہ خدا ایک زندہ حقیقت ہے۔ اور عبادت اور دعا کے ساتھ اُس سے روحانی رفاقت کا رشتہ اُستوار کیا جا سکتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنی جان کا کفارہ دے کر گنہگار انسان کی نجات کا انتظام کیا ہے تاکہ بنی نوع انسان باہمی میل ملاپ سے خاص مسیحی زندگی بسر کریں اور خداوند یسوع مسیح کو اپنا منجی قبول کریں۔ خدا اور شریعت سے واقفیت حاصل کرنا مسیحی دینی تعلیم کا اعلیٰ مقصد ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں خداوند یسوع مسیح کی حضوری کا احساس ہونا اور اُس کے ساتھ ساتھ چلنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

لیکن دینی تعلیم کا اہتمام کرنا اور دوسروں کو کلام اللہ کے اسرار و رموز سے آگاہ کرنا محض مسیحی سکولوں کے اساتذہ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی پاسبانوں، مبشّروں، سبت سکول کے اُستادوں اور ایسے اشخاص کی ذمہ داری ہے جو کسی نہ کسی طرح سے مسیحی تعلیم دینے کے اہل ہیں۔ روئے زمین پر اور اپنے وطنِ عزیز میں کئی ایسے لوگ موجود ہیں جو انجیل کی خوشخبری سے

بالکل ناآشنا ہیں۔ شہروں، قصبوں اور دُور اُفتادہ دیہی علاقوں میں ہزاروں خواندہ اور ناخواندہ اشخاص انجیل کے نجات بخش پیغام سے محروم ہیں۔ ہمارے اپنے سکولوں اور کالجوں میں خداوند یسوع مسیح اور کلامِ مُقدّس کی تعلیم و تدریس کا ایسا انتظام نہیں ہے جیسا آج سے ربع صدی پیشتر ہوا تھا۔ شہروں اور قصبوں میں مسیحی طلبہ غیر مسیحی ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بیشتر طلبا ایسے گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں مسیحی تعلیم کا معقول بندوبست نہیں ہے۔ وُہ والدین جو مسیحی تعلیم کی ابجد سے خود بے بہرہ اور نابلد ہیں وُہ اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کر سکتے ہیں۔ بعض اوقات والدین اپنے کسبِ معاش کی وجہ سے اتنے عدیم الفرصت ہوتے ہیں کہ وُہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم نہیں دے سکتے۔ بچوں کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو عمر میں تو بچے نہیں لیکن مسیحی تعلیم اور ایمان کے لحاظ سے بچے ہیں۔ آخر ان سب کی دینی تعلیم کا ذمہ دار کون ہے؟

اس سوال کا مختصر جواب یہی ہے کہ پاسبان اِن سب کی دینی تعلیم کا ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر پاسبان نے یہ بیڑا نہ اُٹھایا اور خندہ پیشانی سے اس اہم فریضہ کو ادا نہ کیا تو مسیحی کلیسیا میں مسیحی تعلیم سے عدم واقفیت کی ذمہ داری کس پہ عائد کی جا سکتی ہے؟ آج کا بچہ کل کا باپ ہے۔ اگر بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی جائے گی تو وُہ جوان ہو کر کلیسیا کی خدمت کر سکیں گے، کیونکہ تعلیم سے تغافل کی وجہ سے مسیحی زندگی کی رفتار بے حد سست ہو گی۔ خُدا کا شکر ہے کہ کلیسیا میں ایسے بزرگان دین اور راہنما موجود ہیں جو مسیحی تعلیم کی باریکیوں سے خُوب واقف ہیں۔ جلیل القدر اساتذہ اور مسحر البیان خطیب

مسیحی کلیسیا کے مایۂ ناز سپوت ہیں۔ لیکن وہ دن آتا ہے کہ کلیسیا ایسے اساتذہ سے محروم ہو جائے گی۔ لہٰذا آج کی نسل کے بچوں کو مسیحی تعلیم سے روشناس کرانا ہمارا کام ہے تاکہ وہ مستقبل میں کلیسیا کے مقتدر راہنما بن سکیں۔ خالص مسیحی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔

ہر ملک اور ہر مذہب وملت میں دینی تعلیم کے مختلف طریقے رائج ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں ہندومت، بدھ مت، جین مت، مسیحیت اور اسلام کی تعلیم کے ادارے موجود رہے ہیں۔ مکتبوں اور مندروں میں دینی تعلیم کا انتظام ہوا کرتا تھا۔ مذہبی کتب کے خاص حصے طلبہ کو ازبر کرا دیئے جاتے تھے۔ مدرسوں میں نقود احادیث کی تعلیم اور مشکل مسائل کی واقفیت کرائی جاتی رہی۔ مسیحی جماعتوں میں بھی یہی طریقہ رائج رہا۔ بائبل مقدس کی تعلیم دینے والے کلام اللہ کے چند حصے زبانی یاد کرا لیا کرتے تھے، لیکن کلام اللہ کے چند حصوں کو حفظ کرنے کا نام مسیحی تعلیم نہیں ہے۔ طوطے کی طرح رٹ لینا اور ہے اور مسیحی زندگی کچھ اور ہے۔ مسیحی زندگی کا مرکز دل ہے نہ کہ عقل۔ اگر مسیحی تعلیم نے دل کی سلطنت کو تسخیر کر لیا تو اس نے اپنا مقصد پا لیا۔ دل انسانی زندگی کا مرکز ہے۔ اس کی تبدیلی پر سب کچھ منحصر ہے۔ دل سے برے خیال نکلتے ہیں۔ حرام کاریاں، چوریاں، خونریزیاں، زناکاریاں لالچ، بدیاں، مکر، شہوت پرستی۔ بدنظری، بدگوئی شیخی یہ سب بری باتیں اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں (مرقس ۷: ۲۱-۲۳)۔ لہٰذا وہ تعلیم جو دل پر اثر کرے اور اسے تبدیل کر کے خدا کی طرف مائل کرے وہی مسیحی تعلیم ہے۔

بائیبل مُقدس مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اِس کا ہر ایک سبق دِل پہ اثر کرنے والا ہے۔ کسی کامِل اُستاد کا سکھایا ہُوا سبق سُننے والوں پہ اثر کرتا ہے اور اُن کی زندگی تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر سُننے والوں پر خاطر خواہ اثر نہ ہو تو سمجھئے کہ سبق کامیاب نہیں ہے۔ سوال یہ نہیں ہے کہ بچے نے کیا سیکھا ہے بلکہ یہ ہے کہ بچہ کیا بن گیا ہے۔ دُنیا اُستادوں سے یہ سوال نہیں پوچھتی کہ آپ نے کیا سکھایا ہے بلکہ یہ پُوچھتی ہے کہ آپ کی تعلیم و تربیت سے بچّے معاشرے میں کس قسم کے انسان بنیں گے۔

حِفظ کرنے کا دقیانوسی طریقہ اِس وجہ سے قابلِ قبول سمجھا جاتا تھا کہ اُستاد اور شاگرد دونوں کی تسلّی ہو جایا کرتی تھی کہ جو کچھ سکھایا گیا اُسے طالب علم نے سیکھ لیا ہے۔ یاد رکھیں کہ یادداشت محض علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک دروازہ ہے جس میں سے ہو کر اِس حقیقت تک پہنچنا ہے جو اِس سبق میں موجود ہے۔

بائیبل مُقدس کے منتخب حصّوں کو زبانی یاد کرنا اچھی بات ہے لیکن اُسے مقصد سمجھ لینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ طریقہ اِس وجہ سے ناقص ہے کہ اُستاد اور شاگرد دونوں یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم نے منزل کو پا لیا ہے کیونکہ جو کچھ اُستاد نے سکھایا اُسے شاگرد فرفر سنانے کے قابل ہو گیا اور اِس کے بعد وُہ کچھ نہیں کرتے۔

مسیحی دینی تعلیم سے شاگرد پہ دوہرا اثر ہونا چاہیئے۔

۱۔ اِس کا دِل تبدیل ہو یعنی وُہ خُداوند یسُوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرے۔ اور اِس پر ایمان لائے۔

۲۔ اِس کا چال چلن مسیحی نمونے کے مطابق تعمیر ہو۔ سیکھنے والا از خود خُداوند

کا تابع فرمان ہو۔ کسی بیرونی دباؤ کی قطعاً کوئی ضرورت نہ رہے۔ اُسے سچائی اور راستبازی کی باتوں سے محبت اور بدی اور ناراستی سے نفرت ہو۔ وُہ اعلیٰ و ارفع زندگی بسر کرنے کا متمنی ہو۔ نیکی، ہمدردی اور پاکیزگی کی مسیحیانہ صفات اُس کی زندگی سے ظاہر ہوں۔

مسیحی دینی تعلیم میں اُستاد کا مقام بڑا ہی اہم اور بلند ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جیسا گورو ویسا چیلا۔ شاگرد ہر بات میں اپنے اُستاد کی پیروی کرتا اور اپنی شخصیت کو اپنے اُستاد کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اُستاد خود علوم و فنون کا سرچشمہ اور اپنے مضمون پر حاوی ہوگا اور حقیقی باتیں سکھانے میں ماہر کامل ہُوا تو اُس کے شاگرد بھی بلند مرتبہ انسان ہوں گے۔ اُستاد خود سرگرم ہمدرد اور اِس کا طریقۂ تعلیم موثر اور کامیاب ہو۔

بچوں میں نقل اور تقلید کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ اُستاد کی زندگی کا مسیحی نمونہ شاگردوں کے لئے مشعلِ راہ ہوگا۔ اگر اُستاد اپنے شاگرد پر اخلاقِ حسنہ کے بھاری بوجھ لادنا چاہے جن کو وُہ اپنی اُنگلی سے چھُونا بھی نہیں چاہتا تو ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلا!

کارِ طفلاں تمام خواہد شُد

اِس طرح مقصد تک رسائی بہت مُشکل ہے۔ نیکی تو ایک مجرّد شے ہے بچے وہی کچھ کرتے ہیں جیسے وُہ اپنے والدین، بزرگوں اور اساتذہ کو کرتے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا اُستاد کا اپنا مسیحی نمونہ ریا اور تصنّع سے بالکل پاک ہونا چاہئے۔

مسیحی دینی تعلیم میں طریقۂ تعلیم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ اُستاد

کو مرکزی جگہ حاصل ہے۔ لیکن طریقۂ تعلیم پر بہت کچھ منحصر ہے۔ "اگر تُرہی کی آواز صاف نہ ہو تو کون اپنے آپ کو جنگ کے لئے تیار کرے گا۔" اگر اُستاد کی تعلیم میں اُلجھاؤ یا ابہام ہے تو شاگردوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ مسیحی دینی تعلیم سیدھی سادی اور ابہام سے بالکل پاک ہے مگر اپنے زورِ بیان سے اُس میں موشگافیاں نکالنا اُسے مُشکل اور ناقابلِ فہم بنا دیتا ہے۔ اگر طریقۂ تعلیم درست ہے تو مُشکل سے مُشکل مسئلہ ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ اُستاد کے لئے تیاری کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بہت سے مسیحی اُستاد ناکافی تیاری کی وجہ سے ناکام ہوتے ہیں اور شاگرد سیکھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ خیال کیجئے کہ جماعت کے شُرکاء ناخواندہ ہیں۔ وُہ ناقابلِ فہم علمِ الٰہی کی اصطلاحات اور مختلف الخیال علمائے دین کے نظریات کو کیا سمجھیں گے۔ اُن کو سمجھانے کے لئے زورِ خطابت کی ضرورت نہیں بلکہ آسان اور سادہ الفاظ میں مسیحی دینی تعلیم کو وُہ سمجھ سکیں گے۔ اُستاد کی ہنرمندی یہاں کام آئے گی۔

دینی تعلیم میں آج کل پراجیکٹ میتھڈ (Project Method) یعنی عملی طریقہ بڑا کامیاب ہے اور اسی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ شاگرد اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور سیکھتے ہیں۔ مسیحی دینی تعلیم میں بھی یہ طریقہ بڑا مفید ہے۔ نیک سامری کی تمثیل کو محض یاد کرنا کافی نہیں ہے۔ اِس تمثیل کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھالنا اور مسیحی زندگی میں نیک سامری کی سی صفات پیدا کرنا اِس تمثیل کی عملی تفسیر ہے۔ اُستاد یہ معلوم کرے کہ انجیل کے اسباق کا پیغام شاگردوں کی زندگی تک پہنچا ہے کہ نہیں۔ کیا وہ اپنی زندگی سے اس پیغام کو

ظاہر کر رہے ہیں؟ کسی بات کو دماغ میں بٹھا لینا اور یادداشت میں محفوظ کر لینے سے تو مسیحی تعلیم کا مقصد پُورا نہیں ہو جاتا۔

اِس کتاب میں کسی خاص طریقۂ تعلیم کو بالتفصیل بیان کرنا مقصود نہیں اور نہ یہ بات علمِ الٰہی کے صیغے میں شامل ہے۔ تاہم گزشتہ فصلوں میں وُہ اصُول بیان کر دیئے گئے ہیں جن کے پیشِ نظر اُستاد یا پاسبان اپنے فرض کو بطریق احسن سرانجام دے سکتا ہے، اور اگر اُستاد اپنے شاگردوں یعنی اپنی جماعت کے شرکاء کی زندگی مسیح کے نمونہ پر ڈھالنے میں کامیاب ہُوا ہے تو حقیقت میں وُہ اُستاد اور پاسبان ہے۔

ہماری کلیسیاؤں میں سبت سکول بھی ہیں جہاں مسیحی بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ سبت سکولوں کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ شہروں قصبات اور دیہات میں ایسے سکول کامیابی سے چلائے جا سکتے ہیں۔ دیہات کے ناخواندہ بچے ایسے سکولوں سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ پاسبان مناد اور اُستاد کا یہ فرض ہے کہ وُہ بڑے بڑے مرکزوں میں سکول جاری کرے۔ ایک باقاعدہ سبت سکول میں باقاعدہ جماعت یا جماعتیں ہوتی ہیں، جہاں بچوں کی حاضری لگائی جاتی اور اُنہیں سبق پڑھایا جاتا اور چندہ اُٹھایا جاتا ہے۔ ہمارے مُلک میں سبت سکول بہت ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں مسیحی اساتذہ باقاعدہ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔

لیکن راقم الحروف کا مقصد سبت سکول نہیں بلکہ طریقۂ سبت سکول ہے۔ دینی تعلیم کے لئے یہ طریقہ بے حد مفید اور موزوں ہے۔ دیہات میں جہاں ناخواندہ

اور غریب مسیحی لوگ رہائش پذیر ہیں وہاں سبت سکول کا طریقہ بڑا کارآمد ہے۔ اُستاد کہانی کا نہایت سادہ اور آسان طریقہ استعمال کرتا ہے۔ خُداوند یسوع مسیح نے خود بھی آسان اور عام فہم تمثیلوں کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم دی۔ سادہ اور دلچسپ کہانیوں کے ذریعہ سچائی کے گہرے اُصولوں کو سمجھایا جا سکتا ہے۔ وہ طریقہ جو خُداوند یسوع مسیح نے استعمال کیا اسے اُستاد یا پاسبان بھی اپنا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے تیاری، ہنرمندی اور مطالعہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کلام کی سچائی کو لوگوں تک پہنچانا بڑی بات ہے اور لوگوں کی زندگیوں کو مسیح کے نمونہ میں ڈھالنا اِس سے بھی بڑی بات ہے۔

سبت سکول کے فوائد سے پاسبان آگاہ ہے۔ سبت سکول جاری کرنا اور اُنہیں کامیابی سے چلانا پاسبان کی ذمہ داری ہے۔ کلیسیا ایسے سکولوں سے بہت کچھ سیکھتی ہے اور کلیسیا کی ترقی پاسبان کی کامیابی ہے۔ سبت سکول کے چند ایک فوائد درج ذیل ہیں۔

۱۔ سبت سکول میں دینی تعلیم باقاعدہ اور سکول کی طرح دی جا سکتی ہے اُستاد کی تیاری، طریقہ تعلیم اور جماعت بندی سے جماعت بڑی مستفید ہوتی ہے۔

۲۔ جماعت کے شاگردوں کی ترقی کی جانچ کی جاتی ہے۔ اُستاد کے پاس ہر جماعت کے ہر شاگرد کی رفتارِ ترقی کا گوشوارہ اور امتحان اور جماعت بندی کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔

۳۔ سبت سکول میں عشاء ربانی میں نئے داخل ہونے والے شُرکاء کی تعلیم کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ مسیحی لڑکے اور لڑکیاں مسیحی ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔

۴۔ سبت سکول کے ذریعہ رضاکارانہ خدمت کی تربیت دی جا سکتی ہے۔ شاگردوں اور جماعتوں میں کوئی ایسا کام شروع کیا جا سکتا ہے جس میں شاگرد اپنی خوشی سے حصّہ لے سکتے ہیں۔ اِسی طرح صغیر سنی میں ہی وہ مسیحی خدمت میں ہاتھ بٹانے کی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ سبت سکول نہ صرف بچّوں کے لئے مفید ہیں، بلکہ اِس سے جماعت کے عام شرکاء بھی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ سبت سکول کے اُستاد رضاکارانہ طور پر یہ خدمت انجام دیتے ہیں اور وہ اِسے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں کہ کلیسیا میں بشارت کی خدمت سرانجام دینا یا معاشرتی بہبود کے کاموں میں حصّہ لینا بڑی سعادت ہے۔

رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات کو مسیحی کلیسیا کی فلاح و بہبود کے لئے پیش کرنا کلیسیا کی ترقی کے لئے بڑا ہی ضروری ہے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اسی طریقہ کو رائج کیا۔ اُس کے شاگرد کسی حرص و تحریص کے بغیر جگہ جگہ اِس کا کلام سناتے رہے۔ اُن کے وسائل محدود تھے لیکن وہ خداوند کے زندگی بخش پیغام کو دُنیا کی سرحدوں تک پہنچانے کے لئے بیتاب تھے۔ اُنہوں نے ذاتی جاہ و جلال کی کبھی خواہش نہیں کی۔ اور آج دُنیا کی کلیسیائیں اُن کے روحانی پیغام سے مستفید ہو رہی ہیں۔ ہمارے ملک میں مسیحی خدمت کے نشہ میں سرشار رضاکاروں کی ضرورت ہے۔ تنخواہ دار کارندوں نے بہت کچھ کیا ہے، لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ بھوکی اور پیاسی روحیں اُس "مکدنی" کی طرح کسی پولوس کی منتظر ہیں، جو اُنہیں آبِ حیات کے چشموں کی خوشخبری دے اور وہ منجیِ عالمین کے سایۂ رحمت میں ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں۔

مالی لحاظ سے ابھی ہماری کلیسیائیں اِس قابل نہیں ہیں کہ وہ خودکفیل ہوں لہٰذا ایسے خدمت گاروں کی اشد ضرورت ہے جو اپنی فرصت کے اوقات میں خداوند یسوع مسیح کا پیغام دوسروں تک پہنچا سکیں۔ لیکن رضاکار کارندوں کی مناسب تعلیم و تربیت کا انتظام بڑا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ آج کل خودساختہ مفسّرین اور برخود غلط نئی روشنی کے دلدادہ علماء نے مسیحی تعلیم میں ایسے ایسے بدعتی خیالات شامل کر دیئے ہیں جن سے دورِ جدید کے روشن خیال مسیحیوں کی تسکین کا سامان تو موجود ہے مگر خالص روحانی تعلیم اور بدعتی تعلیم میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ بائبل مقدس کی لاتبدیل اور لازوال نجات بخش تعلیم معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر اپنی مرضی کے مطابق پیش کی جا رہی ہے۔

اقرارالایمان میں ایسی باتیں بھی شامل کر دی گئی ہیں جن کا مسیحی تعلیم اور روحانیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا رضاکارانہ خدمت گاروں کی تعلیم و تربیت ایسے نہج پر کی جائے کہ وہ حقیقی مسیحی تعلیم سے واقف ہوں۔ اور خوشی سے یہ خدمت سرانجام دے سکیں۔

فصل ۶

بشارتی خدمت

آسمان پر اُٹھائے جانے سے پیشتر خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور

رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" (متی ۲۸ : ۱۹) پس ہر مسیحی کلیسیا اور جماعت کا فرض ہے کہ وُہ خُداوند کے فرمان کو بجا لائے بلکہ انجیل مقدس کی منادی ہر مسیحی کا اولین فرض ہے۔ اِس کے بغیر روحانی ترقی ممکن نہیں ہے۔ وُہ لوگ جو گناہ کی تاریکیوں میں زندگی گزار رہے ہیں اور اُنہیں مسیحی زندگی کی نعمتوں سے کوئی حصہ نہیں ملا اُن تک نجات کا پیغام لے جانا ہر مسیحی کا فرض ہے۔ بشارت کے کام میں پاسبان سیشن یا چرچ کمیٹی کے زیرِ ہدایت اِس خدمت کو بجا لانا چاہیئے۔ اگرچہ مسیحی جماعتوں کے وسائل محدود ہیں اور ان کے پاس وقت بھی نہیں ہے لیکن فرمانِ خداوندی ہر ایک کے لئے ہے کہ وُہ اپنا حصہ ادا کرے۔

دراصل بشارت کی خدمت کی تمام تر ذمہ داری پاسبان پر عائد ہوتی ہے۔ اگر بشارت میں پیش قدمی کا جذبہ پاسبان میں بدرجہ اتم ہے اور وُہ اُسے تمام دُوسرے کاموں پر فوقیت دیتا ہے تو اُس کی جماعت کے شرکا اُس کے ہمنوا اور معاون ہوں گے۔ بشارتی کام میں منصوبہ اور سرگرمی پاسبان کے ذمہ ہے۔ جماعت ہمیشہ اِس کو لبیک کرتی ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ پاسبانوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا ہے کہ اِس مقصد میں کامیابی نہیں ہُوئی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ پاسبان عدیم الفرصت ہے۔ وُہ اپنی کلیسیا کی رُوحانی ترقی میں کوشاں ہے۔ اُسے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ بشارت کا کام مشن کی ذمہ داری ہے۔ بہر حال پاسبان کی تقرری نہ صرف اپنی جماعت کی روحانی ترقی کے لئے ہُوئی ہے بلکہ غیر اقوام میں بشارت کا کام بھی اسی کی ذمہ داری ہے غیر مسیحیوں میں بشارت کے کام کے بغیر مسیحی زندگی میں وُہ توانائی پیدا نہ ہوگی جس

مشنری کام

کی نی زمانہ ضرورت ہے۔ لہٰذا اپنی جماعت میں بشارتی مہموں کا پروگرام مرتب کرنا پاسبان کے فرائض میں شامل ہے۔ بشارتی گروپوں اور مشنری سوسائٹیوں کا اہتمام کرے اور اپنی جماعت میں روح کی آگ لگا دے تاکہ وہ غیر مسیحیوں میں منادی کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

برصغیر پاک و ہند میں مشنری کام کا آغاز ہوا تو بشارت کے نئے نئے انداز معرضِ وجود میں آئے۔ یہ طریقے مفید ثابت ہوئے اور غیر مسیحیوں نے خداوند کے کلام کو بخوشی قبول کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ تمام طریقے غیر ممالک میں مستعمل تھے اور انہیں پاک و ہند میں بھی رائج کیا گیا۔ خدا کا کلام بکثرت بویا گیا۔ بشارتی مہم کے موقعوں پہ سرِعام بازاروں میں منادی ہونے لگی۔ باجے اور طبلے کے ساتھ حمد و ثنا کی گئی۔ مختصر سا وعظ ہوا۔ سُننے والوں کو عام دعوت دی گئی کہ وہ "منجیِ عالمین" کو اپنا خداوند قبول کریں۔ کلام اللہ کے حصّے اور پمفلٹ تقسیم کئے جاتے۔ مشن سکولوں اور ہسپتالوں کے ذریعہ خداوند یسوع مسیح کے نجات بخش پیغام کی منادی ہوئی اور یوں یہ سرزمین خداوند کے زندہ کلام کے نعروں سے گونج اٹھی۔ لیکن اس بیسویں صدی میں تقسیمِ ملک کے بعد حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ بازاری منادی اور سرِعام منادی کے مواقع محدود ہیں۔ آزادیٔ وطن سے پیشتر کا زمانہ لوٹ کر نہیں آسکتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بشارت کے نئے انداز ہی اختیار نہ کئے جائیں۔ حق کے متلاشی اب بھی بے قرار ہیں۔ گر کوئی سنجیدگی سے انہیں نجات کا پیغام سُنائے تاکہ وہ جامِ بقا نوش کر کے ابدی زندگی حاصل کریں۔

مسیحیت تبلیغی مذہب ہے۔ جب یروشلم سے آغاز ہوا تو خداوند یسوع

مسیح کے شاگرد روح القدس کی قوت سے معمور ہو کر دنیا میں نکلے اور انہوں نے یورپ کی غیر مسیحی اقوام کو بشارت کے نور سے منور کر دیا۔ ہندوستان کے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں نے ہمارے بشارت کے طریقوں کو اپنایا ہے ہمارے طریقے ایسے ہیں جن سے دوسرے مذاہب پر کوئی ناخوشگوار اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً تقسیم ملک سے پیشتر بڑے دن یا عیدِ قیامت پر مسیحی بشارتی گروپ جلوس کی صورت میں اپنے گاؤں کے بازار سے گزر جاتا اور حمد و ثنا کے بعد منادی کرتا تھا۔ دیگر مذاہب کے لوگ بھی خوشخبری کی منادی سنا کرتے۔ مذہبی کانفرنسوں کے انعقاد سے بھی مفید نتائج برآمد ہوا کرتے۔ تمام مذاہب کے علما کسی خاص موضوع پر اپنے مذہب کا نقطۂ نگاہ پیش کیا کرتے اور یوں ایک دوسرے کے خیالات سے مستفید ہونے کا موقع ملتا تھا۔ لیکن آج کل ایسی کانفرنسوں کا انعقاد ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ ایسے طریقے میں کسی مذہب کی مخالفت ہوتی ہے نہ تعصب کا اظہار ہوتا ہے پھر بھی حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں۔ فصاحت و بلاغت، اور منطقیانہ دلائل اور مناظروں اور مباہلوں کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے لئے روحوں کی تسخیر سب سے بڑی بات ہے اور صرف کلام کی سچائی کو پیش کرنے سے ایسا ممکن ہے۔ پاسبان اپنی کلیسیا کی بشارتی کمیٹی کے ساتھ مل کر تمام پروگرام مرتب کرے۔

ہمارے ملک میں کئی صدیوں سے خداوند یسوع مسیح کے کلام کی منادی ہو رہی ہے۔ تواریخ کلیسیا شاہد ہے کہ پہلی صدی مسیح میں ہی برصغیر ہندوستان میں بشارت کا کام شروع ہوا تھا۔ فصل تو تیار ہے مگر فصل جمع کرنے والے کارندوں کی کمی ہے۔ وہ پاسبان اور مناد جنہوں نے بشارت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے، وہ شخصی

بشارتی خدمت اختیار کریں۔ یہ طریقہ بڑا مؤثر اور مفید ہے۔ کلیسیا کے ممبروں کا کے جو ہر قابل کی تربیت کریں تاکہ وہ اِس کام میں آپ کا ہاتھ بٹا سکیں۔ شخصی خدمت کے لئے جماعت کے منتخب جوانوں کی تربیت پاسبان کی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر سٹوری کی صاحب کی مشہور کتاب "ہم کس طرح لوگوں کو مسیح کے پاس لائیں" کا مطالعہ ضرور کریں۔ اس کتاب میں شخصی خدمت کے متعلق بڑی مفید اور کارآمد باتیں بتائی گئی ہیں۔ پاسبان یا مبشرِ انجیل بائیبل وومن کے ساتھ مل کر اِس کام کو بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔ بائیبل سکھانے والی خواتین گھر گھر پھر کر خواتین کو خُداوند یسوع مسیح کا پیغام سناتی ہیں۔ جن گھروں میں بائیبل وومن جاتی ہیں اُن گھروں کے مردوں کے ساتھ پاسبان شخصی گفتگو کرے۔ اِسی طرح بہت سے خاندانوں میں کام ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ دانائی اور ہوشیاری سے پروگرام مرتب کرنا لازمی ہے۔ لوگوں کو جتانے کی یہ ضرورت نہیں ہے کہ میاں اور بیوی دونوں میں تبلیغ کی جا رہی ہے۔ لیکن پاسبان ہر جگہ راہنما اور بشارتی کام کا رُوح و رواں ہے۔

فصل ۷

کلیسیا میں فیاّضی کا کام اور مُختاری کی تعلیم

کلیسیا میں دینی خدمت کے لئے فیاّضی یا سخاوت کی اشد ضرورت ہے۔ ہر زمانہ میں اِس ضرورت کو محسوس کیا جاتا رہا ہے۔ مقدّس رسُولوں کے زمانہ میں مسیحی سخاوت پر بڑا زور دیا گیا۔ اُس زمانہ کی نسبت آج فیاّضی اور سخاوت

کی کئی ہزار گنا زیادہ ضرورت ہے۔ جوں جوں بشارت کا کام وسیع ہوتا جا رہا ہے توں توں بہتر انتظامات اور سہولتوں پر زیادہ اخراجات اُٹھتے ہیں۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب غرضیکہ رُوئے زمین کے وُہ مقامات جہاں انسان کا گذر ہُوا مسیحیت کے علمبردار نامساعد حالات کی پروا کئے بغیر وہاں گئے۔ صحراؤں، پہاڑوں، سمندروں اور خشکی کے دشوار گزار راستوں سے ہو کر کلام خُدا کی منادی کے لئے پہنچے۔ لیکن اِس خدمت پر زرِ کثیر خرچ ہوتا ہے۔ کلیسیا کے صاحبِ دل اور مالدار دیندار اصحاب نے اِس کارِ خیر میں دامے، درمے، قدمے اور سخنے امداد کی ہے۔ جب کبھی مالی اپیل کی گئی خدا ترس اور مسیح کے نام پر قربان ہونے والے مسیحیوں نے کسی چیز سے دریغ نہیں کیا۔ مسیحی فیاضی اور سخاوت کی ایسی مثال کسی دوسرے مذہب میں مُشکل سے ملے گی۔

موجودہ زمانے میں کلیسیا میں فیاضی اور مختاری کی بڑی اہمیت ہے۔ کلام کا بیج بڑھ کر ایک تناور درخت ہو گیا ہے۔ اور سب کچھ فیاضی کے سبب ہُوا ہے۔ مشن کا کام اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اس کے لئے مناسب کارکن نہیں ملتے۔ نئی نئی کلیسیائیں قائم ہو رہی ہیں۔ برِصغیر پاک و ہند میں انجیل مقدس کے لافانی کلام کی بدولت انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ بشارت کی تحریک کی وجہ سے ظہور میں آیا ہے۔ تعلیمی، طبّی اور صنعتی ادارے حتی المقدور اِس کارِ خیر میں مصروف ہیں۔ ہزاروں تشنگانِ حق اِس چشمۂ فیض سے اپنی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں۔ طبّی میدان میں بھی ہمارے اداروں نے بیش قیمت خدمت انجام دی ہے دکھی اور معذور انسانوں کی خدمت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اس کے

ساتھ ہی مسیحیت کا وہ لافانی پیغام بھی دیا جاتا ہے کہ "مریضو جسم سے زیادہ روح کی فکر کرو۔"

لیکن یہ انقلاب مسیحی فیاضی کی بدولت آیا ہے۔ وہ دیندار لوگ جنہیں خدا نے دُنیا کی دولت عطا کی ہے تا وہ دُوسروں کی خدمت کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ محبت اور خوشی سے دیا ہُوا پیسہ بڑے خوبصورت نتائج پیدا کرتا ہے۔ ہمارے مسیحی ادارے روشنی کے عظیم الشان مینار ہیں۔ وہ کلیسیائی عظمت اور خداوند یسوع مسیح کا جلال ظاہر کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہماری کلیسیائیں محبت اور خلوص کے ساتھ دِل کھول کر اس خدمت میں حصّہ لیں۔ اپنی زندگی اور بال بچوں کے متعلق اپنی مختاری کو پہچانیں اور کلیسیا کے خزانہ میں حسبِ استطاعت اپنے نذرانے پیش کریں تاکہ بشارت کا کام ترقی کرے اور کلیسیائے عالم کے ذریعے خدا کے بزرگ نام کی تمجید ہو۔

مندرجہ بالا باتوں پر غور کرنے سے چند نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

ا۔ دورِ جدید میں کلیسیا کے سامنے خدمات کا وسیع و عریض میدان ہے پسماندہ اور دُور افتادہ علاقے انجیل مقدّس کے نجات بخش پیغام سے مستفید نہیں ہو سکے۔ اگلے وقتوں میں سفر کی وہ سہولتیں نہ تھیں جو آج کل ہیں۔ دشوار گذار راستے۔ لق و دق صحرا، اور ذرائع مواصلات کے فقدان کی وجہ سے مُبشّرین کے سامنے مشکلات تھیں لیکن آج کل ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جہاں انسان نے فضاؤں کو مسخر کر لیا ہے۔ وہاں اس نے سفر کو وسیلۂ ظفر بنا دیا ہے اور مشرق و مغرب میں صلیب کے علمبردار ایک خاص جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمت سرانجام

دے رہے ہیں۔

۲۔ وہ دیندار مسیحی جو نجات کی برکت سے مالا مال اور روحانی خوشیوں سے سرشار ہیں، وہ کلیسیائی خدمت میں اپنے مال کو بے دریغ صرف کرتے ہیں۔ خدا کی کلیسیا کی مضبوطی اور خداوند مسیح کی بادشاہت کو وسیع کرنے کی غرض سے ہر ایک ایماندار تن من اور دھن سے اپنی ذمہ داری کو انجام دے۔ وہ مخصوص شدہ زندگیاں جو خداوند کی خدمت میں شب و روز مشغول ہیں اُن کی بدولت ساری دُنیا یعنی عالمین ربنا المسیح کے حضور سرِ نیاز جھکائے گی۔

۳۔ خدا اپنے لوگوں کو خدمت کے زیادہ وسیع مواقع بخشتا ہے۔ خدا کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنے سے مالدار لوگوں کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے مال کی افزائش سے خداوند کی خدمت کرنے کے ذریعہ اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اپنے مال سے خداوند کی خدمت کرتے ہیں انہیں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ وہ روحانی اور جسمانی برکتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

اب سوال لازم آتا ہے کہ اس سارے معاملہ میں پاسبان کا کیا کام ہے۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ سب کچھ پاسبان کی ذاتی مساعی پر منحصر ہے۔ وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ کلیسیا نے پاسبان کی بلاہٹ اسی لئے کی تھی کہ وہ اُسے خداوند کے کلام اور مختاری کی تعلیم دے۔ پاسبان اپنی جماعت کو خدا کی خدمت کے لئے روپیہ پیسہ دینے کی تربیت دے سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کئی بگڑے ہوئے کام روپیہ پیسہ سے ہی سنور سکتے ہیں۔ مختاری کی تعلیم میں کبھی کوتاہی نہ کی جائے۔ خدا کی خدمت میں مال و دولت کا

نذرانہ پیش کرنا اتنا اہم نہیں جتنا مختاری کو پہچاننا یعنی اِس حقیقت کو جان لینا کہ خُدا ساری دُنیا کا خالق اور مالک ہے اور سب کچھ اُسکے قبضہ و اختیار میں ہے۔ زندگی، اولاد کی سی بیش بہا نعمت اور دُنیا کا جاہ و جلال سب کچھ اُسی کی رحمت سے انسانوں کو ملتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اِس لئے نہیں ہے کہ انسان عیش و عشرت کے متوالے بن جائیں بلکہ وہ دولت کے جائز اور صحیح استعمال سے خُداوند کی خوشنودی حاصل کریں۔

جب تک لوگ اِس بات کو نہ پہچانیں کہ جو خُدا کا ہے اسے خُدا کو دینا چاہیئے تب تک خُدا کی خدمت کے لئے روپیہ پیسہ اور رضاکار پیدا کرنے کی تمام کوششیں بے سُود ہیں۔ جب کبھی کوئی بشارتی مہم شروع کی جاتی یا خُدا کی خدمت کا منصوبہ زیرِ غور ہوتا ہے تو کلیسیا کے سربرآوردہ اور ذمہ دار اصحاب انجمن آرا ہوتے ہیں۔ تجاویز پیش کی جاتیں اور رضاکار بھرتی کرنے کی قراردادیں پاس ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ مختاری کے ماتحت ہُوا کرتا ہے۔ دینے والے فراخدلی سے خُدا کی خدمت کے لئے دیتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی حسبِ توفیق اِس کارِ خیر میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ لوگ خُدا کو دینا سیکھیں۔ وہی دینے والا سب کا داتا اور ساری چیزوں کا مالک ہے۔ اُس کی دی ہُوئی نعمتوں میں سے تھوڑا بہت دینا فرض ہے۔ اگر کسی مالک کا مختار فصل کے موقع پر مالک کو پیداوار کا حصّہ دیتا ہے تو وہ اِس لئے نہیں دیتا کہ مالک کو اس کی ضرورت ہے یا مالک کے کام اِسی سے چلتے ہیں بلکہ وہ اس لئے مالک کے کھتّوں میں جمع کرنے کو لاتا

ہے کہ وہ مالک ہے اور صرف وہی سارہ کی پیداوار پر حق رکھتا ہے۔ "پوری دہ یکی ذخیرہ خانہ میں لاؤ تاکہ میرے گھر میں خوراک ہو اور اسی سے میرا امتحان کرو۔ رب الافواج فرماتا ہے کہ میں تم پر آسمان کے دریچوں کو کھول کر برکت برساتا ہوں کہ نہیں یہاں تک کہ تمہارے پاس اس کے لئے جگہ نہ رہے۔" (ملاکی ۳: ۱۰)۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ کلیسیا نے فیاضی کے کام میں مختاری کو نہیں پہچانا بلکہ وہ ضرورت کے لحاظ سے یا چندہ فراہم کرنے والوں کو خوش کرنے کی غرض سے یا کسی اور سبب سے کچھ نہ کچھ ادا کرتی ہے۔ اس قسم کی روپیہ پیسہ کی فراہمی مختاری کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔ لوگوں کو ترغیب دے کر یا نامناسب طریقوں سے اکثر کہ ان سے پیسے وصول کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ مختاری تو یہ ہے کہ خدا کا حق بلا پس و پیش ادا کیا جائے۔

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مختاری کی تعلیم و تربیت پاسبان کا کام ہے۔ فیاضی کے کاموں میں حصہ لینے پر آمادہ کرنا اور خداوند کی خدمت کے لئے کلیسیا کو ابھارنا پاسبان کے فرائض میں شامل ہے۔ چند باتیں درج کی جاتی ہیں تاکہ مختاری کا کام خوش اسلوبی سے انجام پا سکے۔

۱۔ پاسبان کو چاہیئے کہ اپنی کلیسیا کی تعلیم و تربیت میں مختاری کی تعلیم کو خاص جگہ دے۔ کلیسیا کے مختلف شعبے مثلاً سبت سکول، یوتھ گروپ

کرسچن اینڈیور اور مشنری سوسائٹی وغیرہ کے پروگراموں میں اُس کو ضرور داخل کیا جائے۔
اِس طرح سے جماعت کا ہر طبقہ مُختاری کی تعلیم سے واقف ہو جائے گا۔ اور اُسے
اپنے فرض کا احساس ہوگا اور بشارت کا کام ترقی کرے گا۔
۲۔ بعض اوقات جماعت یا کلیسیا کسی مشنری کام، ہوم مشن یا سمندر پار مشن
کے لئے فیاضی کے کام میں امداد کرتی ہے۔ اگر کلیسیا میں اِس کام کی رفتارِ ترقی
کی رپورٹ پیش کی جائے تو کلیسیا کے شُرکا کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ
محسوس کریں گے کہ خُدا کی بادشاہت کے پھیلانے میں اُنہوں نے بھی کچھ نہ کچھ حصّہ
لیا ہے، اور خُدا کا کلام بار آور ہے۔
۳۔ جو کام آپ کی جماعت میں جاری ہے اُس کی ضروریات اور رفتارِ ترقی
سے آگاہ کرنا آپ کا فرض ہے۔ سالانہ بجٹ یا سال بھر کی آمدنی اور اخراجات
کا تخمینہ جماعت کے سامنے پیش کرنا چاہئیے۔ جماعت کا ہر ایک رُکن کلیسیا
کے زیرِ تکمیل منصوبوں سے واقف ہوگا اور یوں وہ محسوس کرے گا کہ اُسے بھی اپنا
حصّہ ادا کرنا چاہئیے۔ اگر کلیسیا کے سالانہ بجٹ کو پیش کر کے اس پر بحث
کی جائے اور اخراجات کی مدّوں کی وضاحت کر دی جائے تو ہر رُکن اپنی ذمہ داری
محسوس کرے گا۔ یہاں اِس امر کی وضاحت کر دینا لازمی ہے کہ خُدا ہم میں سے
ہر ایک شخص کی نسبت علیحدہ علیحدہ اپنی پدرانہ شفقت کی ذمہ داری ادا کرنے کا
حکم دیتا ہے۔ وہ ہمارا خالق اور مالک ہے۔ اُس نے ہمیں ہر طرح کی نعمتیں
عطا کی ہیں۔ کنگال بیوہ نے سب کچھ دے دیا اور اُس کی مختاری کو
خُداوند نے پسند فرمایا۔

"ہم اِس لئے محبت رکھتے ہیں کہ اُس نے پہلے ہم سے محبت رکھی"۔

۴۔ فیاضی کے کاموں میں مجبوری اور غرض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر بادلِ نخواستہ خُدا کی خدمت کے لئے کچھ دیا جائے تو اِس سے مُختاری کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ مطلب برآری یا کسی دُوسری مجبوری کے تحت وقتی طور پر روپیہ پیسہ دیتے ہیں لیکن خُدا خوشی سے دینے والوں کو برکت دیتا ہے۔ کلیسیائی کاموں میں کوئی مجبوری نہیں ہے۔ جہاں جماعت کے ممبر کا محض دکھاوے کی خاطر یا دُوسروں کی تقلید کر کے کچھ دیتے ہیں اُن کی فیاضی قابلِ ستائش نہیں۔ وُہ پاسبان جو اِس قسم کے طریقے استعمال کرتے ہیں وہ لوگوں کو خُدا کی برکتوں اور رحمتوں سے محروم رکھتے ہیں۔

۵۔ مُختاری کی تعلیم میں کسی قسم کا ابہام یا غلط فہمی نہ ہو۔ یہ تعلیم ایسی صفائی اور سادگی سے دی جائے کہ لوگ اپنی آمدنی میں سے خُدا کا حصّہ علیحدہ نکالنے میں بڑا فخر سمجھیں۔ اور پاسبان یہ کوشش کرے کہ کلیسیا کا ہر ایک ہر رُکن کلیسیا کی ترقی میں روپیہ پیسہ دینا غنیمت سمجھے۔ یعنی ہر ایک شخص خُدا کے لئے اپنی آمدنی میں سے ایک خاص حصّہ دینے میں خوشی محسوس کرے۔ اور یہ بات کلیسیا میں یہاں تک مقبولِ عام ہو کہ اگر کسی وجہ سے جماعت کا کوئی رُکن فیاضی کے کام میں حصّہ نہیں لے سکا تو وُہ محسوس کرے کہ وُہ خُدا کی خدمت کرنے کی سعادت اور برکت سے محروم ہو گیا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کلیسیا کے کئی ممبر ٹال مٹول میں وقت گزار دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ابھی ہم نے مختاری کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔

۶۔ ہمارے ہاں آج کل روپیہ پیسہ فراہم کرنے کے نئے نئے طریقے رائج ہیں۔ ان میں سے بعض طریقے بڑے مفید ہیں۔ اگر کسی جماعت کو مختاری اور مسیحی فیاضی کی تعلیم و تربیت دی جا چکی ہے تو روپیہ پیسہ جمع کرنے کا انتظام کرنا بھی لازمی ہے۔ کلیسیا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ چندہ کیوں جمع کیا جا رہا ہے اور اُس کا کیا مصرف ہو گا۔ جماعت کے شرکاء کو روپیہ پیسہ دینے کے لئے کافی وقت دینا چاہیئے تاکہ ہر ایک شخص اِس میں حصہ لے سکے۔ مندرجہ ذیل طریقے مفید رہیں گے۔

۹۔ مسیحی رفاقت کا میلہ

اِس موقع پر مسیحی گیت اور بھجن گائے جائیں۔ مختلف جماعتوں کی گانے والی پارٹیاں اِس میں حصہ لیں۔ لوگوں میں مشتہر کر دیا جائے کہ اِس میلے میں دل کھول کر چندہ دیا جائے۔

ب۔ مینا بازار

مینا بازار میں کھانے پینے کی چیزوں کے سٹال اور فروخت کرنے کے لئے بچوں کے کھلونے وغیرہ ہوں۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مینا بازار کی اِن اشیا کی قیمت بازار کے عام نرخوں سے زیادہ ہو گی لیکن چونکہ منافع کلیسیا کے کاموں پہ خرچ ہو گا۔ لہٰذا لوگ بخوشی اِن اشیا کو خریدیں گے۔

ج۔ بڑے دن یا عیدِ قیامت کے موقع پر مسیحی جلسے کا اہتمام کیا جائے

کلیسیا کے رکن اپنی حیثیت کے مطابق روپیہ پیسہ سے خُدا کی خدمت کریں۔ اگر کلیسیا کے تمام لوگ اپنی آمدنی میں سے خدا کا حِصّہ خُدا کے حضور پیش کریں تو کلیسیائی کاموں کے لئے روپیہ پیسہ کی کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔ پاک و ہند کی کلیسیائیں فی الحال مُختاری کی اہمیت سے نا آشنا ہیں ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہماری ذمہ داریاں لاتعداد ہیں۔ ہم بیرونی امداد پر بھروسہ کرتے ہیں لیکن یہ صُورتِ حال کب تک رہے گی۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا وقت کا تقاضا ہے اور جتنی جلدی ہماری کلیسیائیں اِس حقیقت کو سمجھ جائیں اتنا ہی بہتر ہوگا۔ ہمارے لئے دعوتِ عمل ہے۔ لازم ہے کہ پاسبان اپنی کلیسیا کو حالاتِ حاضرہ سے باخبر رکھے اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتا رہے تاکہ وُہ دن جلد آئے جب ہماری کلیسیائیں نہ صرف خُود کفیل ہوں بلکہ وُہ دُوسری کلیسیاؤں کی مالی امداد بھی کر سکیں۔

فصل ۸

سماجی اور رفاہِ عام کے کام

اِس فصل میں ایسے کاموں کا ذکر کیا جائے گا جو بستیوں میں عام میل جول کی رُوح پیدا کریں اور اُن سے عوام الناس کو فائدہ ہو مثلاً آپس میں میل ملاپ رکھنا، بیماروں کی عیادت، محتاجوں کی حاجت روائی اور معاشرتی بُرائیوں کے

خلاف جہاد۔

اِس سے پیشتر کئی مرتبہ بیان ہو چکا ہے کہ پاسبان مسیحی جماعت کا راہنما ہے۔ اُس کی رہنمائی میں سب کام خوش اسلوبی سے انجام پا سکتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ شہری اور دیہاتی پاسبانوں کی خدمت کا دائرہ بہت ہی تنگ ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اُن کی اپنی صوابدید اور عقل و فکر پر موقوف ہوتا ہے۔ اُنہوں نے اِس دائرہ سے باہر نکلنے کی کبھی کوشش نہیں کی، وہی پرانی ڈگر اور روایات۔ اگر وہ اپنے اِس ماحول سے باہر نکلنے کی جرأت کریں تو اُن کے سامنے رفاہِ عام کا ایک وسیع و عریض میدان ہوگا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ کلیسیا کی خدمت ایک خاص خدمت ہے لیکن کلیسیا کو ہر پہلو سے ترقی کرنا چاہیے۔ کلیسیا کی روحانی ترقی آپس میں میل جول پر منحصر ہے۔ وہ کلیسیا جو روحانی طور پر بیدار ہے اُس کی روحانی زندگی کی شمع روشن ہوگی اور وہ میل محبت، نیکی اور خیر خواہی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گی۔ اپنی روحانی زندگی محض اپنی ذات تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ دوسرے لوگ بھی اُس سے مستفید ہوتے ہیں۔ "ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مصیبت کے وقت اُن کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ رکھیں۔" (یعقوب ۱: ۲۷)

ایسے کاموں میں سرگرمی دکھانا اور اپنے لوگوں کی تربیت کرنا شہری اور دیہاتی پاسبانوں کا فرض ہے۔ ہماری شہری کلیسیاؤں میں عموماً طبقاتی تقسیم ضرور ہوا کرتی ہے۔ متوسط اور غریب طبقے کے درمیان راہ و رسم ہوتی ہے نہ میل میلاپ، وہ ایک دوسرے سے بیگانہ ہیں اگرچہ وہ ایک ہی کلیسیا اور جماعت کے شرکا ہیں اِس

قسم کے طبقاتی امتیازات کا خاتمہ کرنا پاسبان کا فرض ہے۔ آخر یہ غیریت کے پردے کب اُٹھیں گے۔ خداوند مسیح میں سب برابر ہیں۔ یونانی اور غیر یونانی یہودی اور سامری سب خُداوند کی کلیسیا میں ایک جیسے ہیں۔ کلیسیا میں کسی قسم کی کوئی تفریق یا درجہ بندی نہیں ہے۔ اگر مسیحی جماعت میں مسیحی برادری اور محبت کو ترقی دینا ہے تو ضرور ہے کہ جماعت کو برادرانہ اُلفت دکھانے کا موقع دیا جائے۔ اب ایسے موقعوں کا اہتمام کرنا کہ جماعت میں غیریت کی بجائے مسیحی رفاقت اور محبت پروان چڑھے پاسبان کی عقل و فکر پر منحصر ہے۔ شہروں کی نسبت دیہات میں برادری کا احساس بہت زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ بات بذاتِ خود بڑی مستحسن ہے، لیکن دیہات میں کچھ ایسے غیر مسیحی رسم و رواج ہیں جن کا خاتمہ بڑا ضروری ہے۔ آیئے ذرا ان خرابیوں کی نشاندہی کریں۔

۱۔ شادی بیاہ اور منگنی

خوشی کے اِن موقعوں پر برادریوں میں غیر مسیحی رسم و رواج کی پابندی کی جاتی ہے۔ یہ چیزیں حقیقی برادرانہ اُلفت اور مسیحی آزادی میں رکاوٹ کا باعث ہیں مسیحی محبت کا تقاضا ہے کہ ایسے موقعوں پر کلیسیا کی ترقی ملحوظِ خاطر رہے لیکن اِس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خوشی کے ایسے موقعوں پر اپنے ذاتی جاہ و جلال کی نمائش میں کلیسیا کی ترقی بالکل نظر انداز کر دی جاتی ہے۔ لہٰذا پاسبان کا فرض ہے کہ پاسبان خالص مسیحی معاشرہ کی تشکیل میں کوشاں رہے۔ غیر مسیحی رسم و رواج کو ترک کرنے کی تلقین کرے اور یوں مسیحی ماحول میں لوگوں میں حقیقی

CamScanner

مسیحی خدمت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا روحانی خدمت کی بجائے پاسبان اِن باتوں کی طرف توجہ دیتا پھرے۔ اس کا جواب اثبات میں ہے۔ رُوحانی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ باتیں بھی ضروری ہیں۔ روحانی زندگی کا مظہر ہمارے مسیحی رسم و رواج ہیں۔ دِل کی پاکیزگی سے لوگوں کے آپس کے تعلقات سے مسیحی محبت کی خوشبو دُور دُور تک پھیلے گی۔ صرف وہی پاسبانی خدمت کامیاب کہلائی جا سکتی ہے۔ جہاں مسیحی محبت کی فراوانی ہو۔

۲۔ سالگرہ

ہماری کلیسیاؤں میں برادری کی سطح پر ایسی رسُومات بھی ہیں جنہیں خالصتاً مسیحی نہیں کہا جا سکتا۔ عوام الناس اِن رسُومات کے بندھنوں میں ایسے بندھے ہوئے ہیں کہ وہ ہزار کوششوں کے باوجود اِن سے باہر نہیں نکل سکتے۔ سالگرہ کو مسیحی رنگ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن غیر مسیحیوں کی طرح ایک اچھی خاصی تقریب برپا کر لینا کلیسیائی اور قومی دولت کا ضیاع ہے۔ بعض اوقات اپنی ناک کی خاطر مجبوراً لوگوں کو یہ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن پاسبان کی زیرِ ہدایت اگر نیک نیتی اور خلوص سے سالگرہ کا اہتمام کیا جائے تو یہ تقریب مسیحی تقریب ہو سکتی ہے۔

۳۔ فوتیدگی

کسی بزرگ یا عمر رسیدہ کی فوتیدگی پر اُس کے بیٹوں اور لواحقین کو برادری میں ضیافت کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ سوگواروں سے ہمدردی کی بجائے نظر سے اکثر

خورد و نوش اور غیر مسیحی رسومات پر ہوتی ہے۔ یہ رسومات ایسی ہیں جن کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ان کے خاتمہ کے لئے کسی ہنگامی قانون کو نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن پاسبان کی مسیحی محبت اور کلیسیا کی روحانی خدمت کے جذبہ سے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے اور اس کے لئے خلوص اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔

معاشرتی اصلاح اور رفاہِ عام کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس کتاب میں اس کا مفصل بیان ممکن نہیں ہے اور زیر تصنیف کتاب کا یہ مقصد بھی نہیں ہے لیکن پاسبانوں سے گذارش ہے کہ وہ تمدنی، ثقافتی اور اصلاح معاشرہ کے کاموں کی طرف خصوصی توجہ دیں کیونکہ اس کے بغیر خداوند کی کلیسیا جلالی کلیسیا نہیں بن سکتی۔ بہر حال چند مفید مشورے دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ جلسوں کے ذریعے میل ملاپ

پاسبان جماعت میں ایسے جلسوں کا اہتمام کرے جہاں مسیحی ایک دوسرے سے بالمشافہ بات چیت کر سکیں۔ آپس میں مل بیٹھنے کے مواقع فراہم کرنا پاسبان کا کام ہے۔ وہ عوام کا منتخب نمائندہ اور راہنما ہے۔ اُس کی مفید بات ہر ایک کو قابلِ قبول ہو گی۔ کبھی کبھی لوگ ایک دوسرے سے یونہی بدگمان اور کھنچے کھنچے سے رہتے ہیں۔ غلط فہمیاں پیدا کرنے والے جماعت میں کڑوے دانے بوتے ہیں اور اس کے اثرات خطرناک اور مہلک ہوا کرتے ہیں۔ اگر باہم مل بیٹھنے کے مواقع فراہم کئے جائیں تو کدورت کا گرد و غبار چھٹ جاتا ہے اور لگائی بجھائی کرنے والے اپنے اصلی روپ میں نظر آتے ہیں۔ اپنے روزمرہ کے کاموں اور

فکرِ معاش میں ہم اتنے مشغول ہوتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے ملاقات بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا مسیحی تہواروں پر اِس قسم کی تقاریب کا انتظام بڑا مفید ہوگا۔

۲۔ سماجی بہبود کی انجمن

جماعت میں کئی لوگ غریب، بیمار اور محتاج ہوتے ہیں لیکن اس کے برعکس کئی لوگ صاحبِ حیثیت اور فارغ البال بھی ہوتے ہیں۔ غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی اور بیماروں کی عیادت اور نگہداشت کلیسیا کا فرض ہے۔ بیمار خاندانوں کی مستقل مالی خدمت کرنا مسیحی مختاری میں شامل ہے۔ اگر پاسبان دیانتداری سے کسی مفلوک الحال اور بیمار خاندان کی مالی امداد کے لئے اپیل کرے تو دیندار لوگ بڑی خوشی سے اس کام میں حصّہ لیں گے۔ لیکن مالی امداد کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

ا: مالی امداد حاصل کرنے والے خاندان کی عزّتِ نفس مجروح نہ ہو بلکہ مسیحی محبّت اور انسانی ہمدردی کا جذبہ کارفرما نظر آئے۔

ب: کمالِ ہوشیاری اور دانائی سے یہ جانچ کر لی جائے کہ امداد پانے والے لوگ دیندار لوگوں پر بوجھ نہ بن جائیں کیونکہ مالی امداد کی اُمید پر وہ روزمرّہ کے کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے اور کاہل اور بیکار بن کر رہ جاتے ہیں۔

ج: آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جائے اور سہ ماہی یا ششماہی کے اختتام پر آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کیا جائے۔

د: دیندار فیاض لوگوں کے لئے دُعا کی جائے کہ خدا انہیں اور زیادہ برکت عطا فرمائے۔

۳: عوام الناس میں بعض ایسی معاشرتی خرابیاں ہیں جن کا قلع قمع کرنا نہایت ضروری ہے۔ شراب خوری اور دوسری منشیات کا استعمال قمار بازی اور دختر فروشی بعض کلیساؤں میں برادری کی سطح پہ شراب خانہ خراب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تمام خرابیاں مسیحی رفاقت اور ترقی کے لئے سم قاتل ہیں۔ دھن دولت کے ضیاع کے علاوہ صحت اور روحانی زندگی پر ان کا بہت ہی برا اثر پڑتا ہے۔ منشیات کے خلاف جہاد ایک ایسا محاذ ہے جس کے لئے ہمیں صف آرا ہونا ہے۔ ان خرابیوں کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنا اور انہیں اخلاقی بے راہ روی کا ذمہ دار گردانا بہت بڑی بات ہے۔ کلام مقدس میں نشہ بازی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے متوالے لوگ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حرام کار اور نشہ باز ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اور دونوں ہی قابل نفرین ہیں۔ لیکن اس جنگ میں شریک ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پاسبان بڑے خلوص اور محبت سے کلیسیا میں منشیات کے خلاف تعلیم دے تاکہ اس خرابی کا خاتمہ کیا جا سکے۔

باب ہفتم

پاسبان اور کلیسیائی محکمے

پریسبٹیرین کلیسیائی انتظام کے مطابق پاسبان اپنی جماعت کی چرچ کمیٹی یا

سیشن کا بلحاظِ عہدہ موڈریٹر یا میرِ مجلس ہے۔ وُہ کلیسیا کی روحانی خدمت پر مامور ہے یعنی خادم الدین ہے۔ اِس حیثیت سے وُہ کلیسیا کے اعلیٰ محکموں یعنی پریسبٹری، سنڈ اور جنرل اسمبلی کا بھی ممبر ہے۔ دیگر پروٹسٹنٹ انجیلی کلیسیاؤں میں بھی پاسبان کو خادم الدین ہونے کی حیثیت سے تمام کلیسیائی محکموں میں شریک ہونا پڑتا ہے۔ اِن کلیسیائی محکموں میں کلیسیا کی روحانی تعمیر، فلاح وبہبود اور ترقی کے انتظامی معاملات طے ہوتے ہیں۔ سالانہ بجٹ اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل مرتب ہوتا ہے۔ لہٰذا ضرور ہے کہ پاسبان تمام قسم کی تجاویز اور پروگراموں سے آگاہ رہے تاکہ وُہ کلیسیا کی ترقی میں حصہ لے سکے۔

فصل ۱

پاسبان اور سیشن

کلیسیا کے کئی ایک محکمے ہیں۔ سیشن یا چرچ کمیٹی بھی ایک کلیسیائی محکمہ ہے جو مقامی کلیسیا کی روحانی نشوونما اور ترقی کا ذمہ دار ہے۔ سیشن اپنے حلقہ میں کلیسیائی رفتار ترقی اور روحانی بیداری پر نگاہ رکھتی ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ پاسبان اور سیشن دونوں مِل کر روحانی تعمیر کے ذمہ دار ہیں۔ جہاں پاسبان بشمولہ سیشن کسی کام کو کرنے کا بیڑا اُٹھاتے ہیں وہاں کسی بدمزگی کا کوئی احتمال نہیں ہوتا کیونکہ سیشن کلیسیا کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہے اور جمہوری طرزِ حکومت میں منتخب نمائندے عوام کے

حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں، کیونکہ خادم الدین اگر کوئی نیا فیصلہ نافذ کرنا چاہے اور سیشن متفق نہ ہو تو اس کا ردِ عمل خوش گوار نہیں ہو گا۔

کلیسیائی قواعد و ضوابط کے مطابق سیشن کا اجلاس باقاعدہ اطلاع کے بعد مقررہ اوقات پر منعقد ہو تاکہ کلیسیائی معاملات اور انتظامات زیرِ غور آئیں۔ ہر ایک ممبر اپنی رائے کا اظہار کرے دُعا سے اجلاس کا آغاز ہو اور دُعا سے ہی برخاست ہو۔

سیشن اور کلیسیا کے بزرگوں کے فرائض بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے لیکن ایک بات واضح ہے کہ پاسبان اور سیشن کی ذمہ داری مشترکہ ہے۔ پاسبان اور سیشن کے مشترکہ فیصلہ کے بعد کوئی رائے قرارداد کی صورت اختیار کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر بات میں سیشن کے بزرگوں کو شریک کرنا پاسبان کا فرض ہے کیونکہ کلیسیائی انتظامات میں آمریت یا فسطائیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اب ذرا پاسبانی خدمت کے اُن فرائض پر غور کیجئے جن میں سیشن کے بزرگوں کی شمولیت بھی ضروری ہے۔

۱۔ بیماروں کی خبر گیری

اس سے پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ بیماروں کی عیادت اور اُن کی بحالیٔ صحت کے لئے دُعا کرنا پاسبان کی خدمت میں شامل ہے۔ لیکن اکیلا پاسبان گھر گھر گھوم پھر کر یہ فرض بہ طریقِ احسن ادا نہیں کر سکتا۔ سیشن کے

بزرگوں کے صلاح مشورہ سے یہ خدمت تمام بزرگوں کے سپرد کردینی چاہیئے تاکہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں بیماروں کی عیادت بھی کریں اور اُن کی شفا کے لئے دُعا بھی ہو۔ اِس طرح اشتراکِ عمل سے سیشن ایک فعال محکمہ ہوگی اور جماعت میں روحانی زندگی کا اعلیٰ معیار قائم ہوگا۔ جماعت کے دیگر شرکا سیشن کی روحانی زندگی اور دینداری سے متاثر ہوں گے کیونکہ اِن کے سامنے ایک اچھا مسیحی نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ نظم وضبط

سیشن کا کام جماعت میں نظم وضبط قائم رکھنا ہے۔ لہٰذا پاسبان کو چاہیئے کہ وُہ کلیسیا کے تمام انتظامی اُمور سیشن کے سپرد کرے۔ کلیسیا کے ننھے مُنے معصوم بھولے بھالے نونہالوں کی دینی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سیشن کی ہے۔ آج کے بچے کل کے باپ ہیں اگر اُن کی تعلیم مسیحی ماحول میں ہوگی تو وُہ مستقبل میں کلیسیا کی ترقی میں ممد ومعاون ہوں گے۔

جماعت میں بشارت کا کام بھی لازمی ہے۔ سیشن کے اجلاس میں مفید تجاویز پیش کی جائیں۔ پاسبان راہنما ہے۔ اُس کی رائے تمام قسم کے ذاتی تعصبات سے بالا ہو۔ وُہ کلیسیا کی فلاح وبہبود میں کسی طرح کی رعایت یا طرفداری کا مظاہرہ نہ کرے۔ اکثر اوقات پاسبان اپنی نرم مزاجی یا ذاتی میلانِ طبع کی وجہ سے قدرے بے پروائی دکھاتے ہیں اور کسی شرپسند اور کلیسیا کے بدخواہ کو ڈھیل دی جاتی ہے اور یوُں بدی اندر ہی اندر کلیسیا کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی رہتی ہے۔ حقیقت سے اغماض یا چشم پوشی جماعت کے لئے نقصان دہ ہے۔

اگر بدی کو ابتدا ہی میں کچل دیا جائے تو بدی ختم ہو جاتی ہے۔ تساہل پسندی اور تغافل شعاری کے مضر اثرات ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔

جماعت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جو عملاً بُرے نہیں ہوتے کہ اُنہیں بُرے لوگوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے لیکن اُن کی اُفتادِ طبع ہی کچھ ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہر نئی بات میں اُلجھن پیدا کریں گے۔ بات بات پر برافروختہ ہونا اور نُکتہ چینی کرنا اُن کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ گلہ شکوہ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنی ناخوشی کا اظہار کرنا اُن کا معمول بن جاتا ہے۔ وہ بڑے حساس اور زُود رنج ہوتے ہیں۔ کلیسیا کے کاموں میں رکاوٹیں بھی ڈالتے ہیں۔ کلیسیا کی روز افزوں ضروریات اور اُسکی رُوحانی ترقی سے بیگانہ ہو کر وہ اپنے حال میں مست رہتے ہیں۔ ایسے لوگ پاسبان کیلئے مُشکلات پیدا کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی پاسبان مایوس بھی ہو جاتے ہیں کیونکہ رنجیدہ ہونا قدرتی بات ہے اب اس قسم کی صورتِ حال سے نپٹنے کا ایک طریقہ ہے۔ پاسبان دُعا اور ایمان کی سپر سے کر ایسی مشکلات کا مقابلہ کرے۔ اس قسم کے نُکتہ چین اور ہیچ مادیگرے نیست قسم کے لوگوں کی زیادہ پرواہ نہ کی جائے بلکہ مستقل مزاجی اور دیانتداری سے اپنی خدمت میں لگا رہے۔ اس سے خُداوند کی کلیسیا ترقی کرتی اور پاسبان کی تعظیم و تکریم پہلے سے زیادہ ہو گی۔ مخالف کے مدِ مقابل کھڑا ہونے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے سے صورتِ حال سنگین ہو جاتی ہے۔ پاسبان اپنے قول کا سچا اور دُھن کا پکا ہے۔ وہ نکتہ چینوں کی غیبت نہیں کرتا اور اُنہیں خوش کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتا بلکہ اپنے مسیحی نمونہ سے وہ روحوں کو جیتتا ہے۔

۲۔ کلیسیائی جھگڑے

مسیحی جماعتوں میں آپس کی شکر رنجیاں کبھی کبھی بڑی خوفناک صورت اختیار کر لیتی ہیں کلیسیا کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ جماعت کے متحارب گروہ ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کرتے ہیں۔ اور بالآخر تفرقے اور نفاق کا بیج پروان چڑھ کر ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ ان بہ سرِ پیکار پارٹیوں کی بدولت مسیحی محبت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے اور پاسبانی خدمت میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں پاسبان کسی گروہ یا جماعت کا ساتھ نہ دے۔ کلیسیا میں مختلف برادریاں بھی ہوتی ہیں۔ ادھر ایک دوسرے سے ناراض تو ادھر شیر و شکر۔ اب پاسبان ان جھگڑوں میں کیوں آئے۔ وہ سب کا پاسبان ہے۔ اس کے نزدیک سب برابر ہیں۔ اگر اس سے بھول ہو گئی تو پھر کلیسیا کو ناقابلِ تلافی نقصان ہو گا۔ پاسبان جھگڑا مٹانے والا ہے۔ فساد برپا کرنے والا نہیں۔ وہ پاسبان کی حیثیت سے جھگڑے کا تصفیہ کرے تاکہ کلیسیا کے لوگ امن و امان سے زندگی بسر کریں۔ "مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے۔ بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے اور تعلیم دینے کے لائق اور بردبار ہو۔"

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"

پاسبان صلح کا پیامبر اور امن کا طالب رہے۔ اس کی رائے بے لاگ اور اس کا فیصلہ طرفداری سے بالا ہو۔ وہ جھگڑے اور فساد سے نفرت کرتا اور امن و سکون کو دوست رکھتا ہے۔ وہ سب کا مونس و غمگسار ہے۔ اپنی

بے ریا خدمت کی بدولت وُہ کلیسیا میں ہر دل عزیز ہے۔ جہاں تک ممکن ہو وُہ جھگڑے اور فساد کے اسباب پیدا ہی نہ ہونے دے تاکہ رُوح کی یگانگت صلح کے بند سے بندھی رہے۔

فصل ۲

پاسبان اور اعلیٰ کلیسیائی محکمے

کلیسیا کے انتظامی امور اور نظم و نسق چلانے کے لئے کئی ایک اعلےٰ محکمے ہوتے ہیں۔ خادم الدین بحیثیت عہدہ ان محکموں کا ممبر ہے ان محکموں کی طرف سے خادم الدین پر بعض فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان ذمہ داریوں کو اُسے نبھانا پڑتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ وُہ پاسبان بھی ہے اور یہ سب کچھ اِس کے علاوہ ہے۔ کلیسیائی محکموں میں اُس کی شمولیت اعزازی ہوتی ہے۔ کلیسیائی محکمے اپنی کمیٹیوں اور بورڈوں کے ذریعہ اپنی ماتحت جماعتوں کی روحانی ترقی اور نظم و نسق پر نگاہ رکھتے ہیں، تاکہ خُداوند کی بادشاہت کو پھیلانے کے لئے مناسب انتظامات کئے جائیں۔ لہٰذا اِن محکموں کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو نبھانا بہت ضروری ہے۔ اور پاسبان فہم و فراست، اور جانفشانی سے سب کاموں میں حِصّہ لے۔

ہر خادم الدین اپنی مخصوصیت کے وقت وعدہ کرتا ہے، کہ وُہ کلیسیا کے اعلیٰ محکموں میں بلاناغہ حاضر ہُوا کرے گا۔ کلیسیا خدا اور

خُداوند یسوع مسیح کا جلال ظاہر کرنے کا وسیلہ ہے۔ اُس کے تمام نظم وضبط کی ذمہ واری اِن محکموں کے سپرد ہے۔ خُداوند کے تمام خادمانِ دین جمع ہو کر ایسی تجاویز پر غور کرتے ہیں جن سے خداوند کی بادشاہت کے پھیلانے اُور اُسے مستحکم کرنے میں امداد ملتی ہے۔ اپنی مفید تجاویز اور صائب رائے کا اظہار کرنا بڑی ضروری بات ہے کیونکہ کلیسیا کا انتظام مشترکہ ذمہ واری ہے پاسبان اِن محکموں کا ضروری جزو ہے۔ لہٰذا وہ اِن محکموں کے اجلاس میں حاضر ہُوا کرے کیونکہ کُل انتظام ان اجزا سے تشکیل پاتا ہے۔

اعلےٰ محکموں کے اجلاس کا ایجنڈا جاری ہوتا ہے۔ لہٰذا اِن اجلاس میں حاضر ہونا بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن محض حاضر ہونے سے مقصد پُورا نہیں ہوتا بلکہ ایجنڈے کے مطابق ضروری تیاری کرنا بڑی بات ہے۔ وہ خدام الدین جو بے پرواہی اور تساہل پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں اُنہوں نے اِس عہدے کی ذمہ داری کو نہیں سمجھا۔ باہم صلاح مشورے سے کئی مسائل حل ہوتے اور مشکلات پر قابُو پا سکتے ہیں۔ لیکن اِس کے برعکس وہ پاسبان جو پاسبانی خدمت کی عظمت سے آگاہ ہیں، وہ اعلیٰ محکموں کی کارروائی کو کامیاب بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ وہ اپنی خدمت کا حصّہ ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ کلیسیائی اُمور سے باخبر رہتے ہیں اور اپنی مفید تجاویز پیش کرتے ہیں تاکہ خُدا کا کلام ترقی کرے۔ اِن محکموں کی طرف سے تفویض کردہ فرائض کو بخوشی قبول کرنا اور کمال جانفشانی، محنت اور سنجیدگی سے اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے۔

وُہ تجاویز اور قرار دادیں جو اُن اجلاس میں پاس ہوتی ہیں؛ وُہ سب کلیسیا
کی فلاح و بہبُود کے لیٔے ہوتی ہیں۔ اِن پر عمل درآمد کرنا مقامی کلیسیاؤں اور
جماعتوں کی ذمہ داری ہے۔ وُہ پاسبان جو اپنی کلیسیا کو تمام باتوں سے آگاہ
کرتا رہتا ہے۔ اُس کی کلیسیا کا رابطہ مرکز سے رہتا ہے اور کلیسیا کے تمام
مُشرکا بھی خُدا کی بادشاہت کے پھیلانے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں
تاکہ خُدا کی کلیسیا جلالی کلیسیا ہو "جس کے بدن میں داغ یا جُھری یا کوئی ایسی
چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو" اور "یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جُھکے
خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں اور خُدا
باپ کے جلال کے لیٔے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خُداوند ہے۔"

(آمین)

Printed at the Nuqoosh Press, Lahore and Published by Capt. H. C. Rae (Retd.) General Manager, Punjab Religious Book Society, Anarkali Lahore for Revd. Alexander David, Post Box No. 68, Gujranwala with Permission from Mr. W. C. Arthur, Gordon College, Rawalpindi.